ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوت

ملتان

ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ

ستمبر ۱۹۹۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دفتر عمل

میرا خیال کیا، یقین ہے کہ زندگی میں جو کچھ بھی میں نے بیان کیا ہے وہ کروڑوں نہیں تو لاکھوں الفاظ ضرور ہوں گے۔ آج کی سائنس یہ کہتی ہے کہ انسان جو کچھ بولتا ہے اس کی اواز اور الفاظ سب کچھ اس فضاء میں محفوظ ہے۔ سائنس دان جب ان آوازوں تک رسائی حاصل کر لیں گے تو میرے یہ الفاظ ان کے لئے حق و یقین کی دعوت بن جائیں گے۔ اگر یہ الفاظ یہاں محفوظ نہیں رہ سکے تو نہ سہی لیکن میرا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دفتر میں میرا ایک ایک لفظ اور حرف محفوظ ہے۔

اللہ کو علم ہے کہ میں نے دنیا کی زندگی میں چالیس برس تک توحید کا اعلان کیا، عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنی ساری توانائیاں صرف کر دیں، دین اسلام اور امت محمدیہ کے سب سے بڑے دشمن فرنگی کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کو ساتھ لیکر اس کے مقابلے میں جہاد کیا۔

روز محشر جب میرا دفتر عمل کھلے گا تو میرا مالک ضرور مجھ پر فضل فرمائے گا۔ مجھے یقین کامل ہے کہ میرا یہی عمل نجات و فلاح کا ذریعہ بن جائے گا (ان شاء اللہ)

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری

(ماخوذ از مقدمہ، خطاب امیر شریعت، خیر المدارس ملتان اپریل ۱۹۵۱ء)

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۷۵۵

ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ ، ستمبر ۱۹۹۵ء ، جلد ۶ ، شمارہ ۹ قیمت ۱۰/ روپے

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مجلسِ ادارت

رئیس التحریر : سید عطاء المحسن بخاری

مدیر مسئول : سید محمد کفیل بخاری

رُفقاءِ فکر

مولانا محمد عبدالحق مدظلہ

حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ

ذوالکفل بخاری ○ قمرالحسنین

شمس الاسلام بہلوی ○ ابوسفیان تائب

محمد عمر فاروق ○ عبداللطیف خالد

خادم حسین سید خالد مسعود

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک ۱۰۰/ روپے ◎ بیرونِ ملک ۱۰۰۰/ روپے پاکستانی

رابطہ

دارِ بنی ھاشم ، مہربان کالونی ، ملتان ۔ فون : ۵۱۱۹۶۱

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّت (شعبۂ تبلیغ) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ناشر : سید محمد کفیل بخاری ، طابع : تشکیل احمد اختر ، مطبع : تشکیل نو پرنٹرز ، مقامِ اشاعت : دارِ بنی ہاشم ملتان

آئینہ

دل کی بات:	اداریہ	مدیر	۳
دین و دانش:	نبی و جانثاران نبی	سید ابو معاویہ ابوذر بخاری	۵
قلم برداشتہ:	جام ہو جائیں جلوے آنکھ پتھرانے کے بعد	سید عطاء المحسن بخاری	۱۱
رو برو:	یہ تو مرتد ہیں.....!	شمس الاسلام بہاری	۱۳
حاصلِ مطالعہ:	آئینہ حدیث میں اپنا چہرہ	عبد الواحد بیگ المرحوم	۱۵
تحقیق:	خاندان رسول مقبول (ایک اہم پہلو)	ہمایوں سلطان	۱۶
اخبار الاحرار:	سیرت کانفرنس ربوہ کی روداد	محمد اسلم	۱۸
خطاب:	ایوانِ محمود ربوہ کے روبرو ابن امیر شریعت	سید عطاء المومن بخاری کا خطاب	۲۲
ماضی کے جھروکے سے	حضرت امیر شریعت کا ایک تاریخی واقعہ	عبد المجید امرتسری	۲۹
روداد:	مدرسہ معمورہ ملتان میں یوم آزادی کے موقع پر "نونہالان احرار" کی تقریب	حافظ محمد اکمل	۳۳
" "	بستی مولویاں میں حضرت امیر شریعت کی یاد میں تقریب	ابو معاویہ رحمانی	۳۵
تجزیہ:	جشن آزادی.....!	خادم حسین	۳۶
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات انکی	ساغر اقبالی	۳۹
شاعری:	غزل	پروفیسر عابد صدیق	۴۲
"	سید الابرار کا عاشق (نظم)	سید محمد یونس	۴۴
تبصرہ کتب:	حسن انتقاد	سید محمد ذوالکفل بخاری	۴۵
ترحیم:	مسافرین آخرت	ادارہ	۴۶

دل کی بات

گزشتہ اڑتالیس برسوں سے پاکستان میں حصولِ اقتدار اور مفادات کی جنگ جاری ہے۔ اس جنگ کے اصل کردار حکمران اور سیاست دان ہیں جن میں جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ اس جنگ کے نتیجہ میں آج تک کوئی بھی حکومت استحکام کے ساتھ کام نہیں کر سکی۔ مارشل لاء ہو یا جمہوریت اقتدار، مفادات اور شخصیت سازی کا محاذ کبھی سرد نہیں پڑا جس کی سزا ہمیشہ ملک اور قوم کو بھگتنا پڑی۔ اسی کے نتیجہ میں مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بنا۔ ماضی کے تمام حکمرانوں کے عبرتناک انجام سے بھی مفادات کی اس جنگ کے سورماؤں نے کوئی سبق نہ سیکھا۔ نتیجتہً یہاں کوئی نظام بھی کامیاب نہ ہو سکا اور نہ ہو سکتا ہے۔ بدامنی، انتشار، معاشی و سیاسی عدم استحکام کے منحوس سائے ہمیشہ اس بد نصیب ملک پر چھائے رہے ہیں۔ اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور تجزیوں کے مطابق صرف گزشتہ ماہ اگست کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو ہر محب وطن شہری کانپ اٹھتا ہے۔ مثلاً کراچی میں بے گناہ انسانوں کے قتل عام میں بجائے کمی کے اجتماعی قتل کی لرزہ خیز وارداتوں میں اضافہ ہوا ہے۔ اور شقی القلب انسان نما درندوں نے قتل کے نئے نئے انداز اختیار کر کے معصوم شہریوں کا سکون اجاڑ ڈالا ہے۔ کلرکوں کی ملک گیر ہڑتال اور دفاتر بند ہونے کی وجہ سے ملک کا پورا نظام جام ہو کر رہ گیا۔ پھر تاجروں نے انکم ٹیکس کے ظالمانہ قوانین کے خلاف دو روزہ ملک گیر ہڑتال سے معیشت کا پہیہ جام کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں حصص کے بازار میں روزانہ چار ارب روپے کا خسارہ ہوا اور چار دنوں میں سولہ ارب روپے کا نقصان ہوا۔ اساتذہ کی ہڑتال سے تعلیمی نظام تباہ و برباد ہوا۔ غرض پورا ملک سراپا احتجاج بنا رہا اور حکومتی ایوانوں سے تاحال بیانات داغے جا رہے ہیں کہ "ملک ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے"

ادھر قبائیلی علاقوں میں حکومت کی مسلح فورسز اور قبائیلیوں میں مسلح تصادم نے کئی خطرات کو جنم دیا۔

باڑہ کے علاقے میں آٹھ قبائل پر مشتمل تنظیم اتحاد علماء ایک مضبوط تنظیم ہے۔ مولانا عبدالہادی اس کے سربراہ ہیں۔ اخباری رپورٹوں کے مطابق اس تنظیم نے منشیات کی سمگلنگ، چوری، ڈکیتی کی وارداتوں کو بزور طاقت روکا اور شرعی قوانین کے تحت مجرموں کو جرگہ کے فیصلہ کے ذریعہ سزائیں دیں۔ مگر حکومت نے تنظیم کی اس طاقت سے خائف ہو کر اسے کچلنے کا فیصلہ کر لیا۔ ۳ اگست کو مولانا عبدالہادی کو گرفتار کر لیا۔ اور ۱۲ اگست کو فرنٹیئر سکاؤٹس کے دس ہزار افراد اور قبائیلیوں کے درمیان تصادم کے نتیجہ میں آٹھ سکاؤٹس اور سولہ قبائیلی جاں بحق ہو گئے۔ اخبارات میں وزیر داخلہ کا یہ شرمناک بیان تھا کہ اگر قبائیلی تنظیم نفاذ اسلام کے مطالبہ سے دستبردار ہو جائے تو مولانا عبدالہادی کو رہا کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ حالات کی کشیدگی کے سبب مولانا عبدالہادی کو رہا کر دیا گیا ہے مگر علاقہ میں کشیدگی مستقل موجود ہے۔

داخلی صورت حال کے ساتھ ساتھ ملک کی سرحدی صورت حال بھی اطمینان بخش نہیں۔ اطلاعات کے مطابق کھوٹہ سیکٹر میں بھارت نے ایک ماہ میں بیس میزائل داغے ہیں اور دیگر کئی سرحدی علاقوں میں فائرنگ بھی کی ہے۔ افغانستان سے دوستی و محبت کا رشتہ مجروح ہو چکا ہے اور باہمی اعتماد کی فضا قائم نہیں رہی۔ حکومت کی خارجہ پالیسی بری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ ہم نئے دوست بنانے کے بجائے اپنے پرانے دوست ممالک کو ناراض کر چکے ہیں۔

ان حالات میں ہمیں حکومت سے کوئی مطالبہ نہیں کرنا۔ اس لئے کہ یہ سب کچھ حکومت کی خواہش اور پروگرام کے مطابق ہو رہا ہے۔ جس طرح مارشل لاء حکومت سے جمہوریت کی بحالی کا مطالبہ کرنا حماقت اور جہالت ہے بالکل اسی طرح لادین، فاشسٹ اور غیرت و حمیت سے محروم حکمرانوں سے نفاذِ اسلام اور امن کی بحالی کا مطالبہ کرنا بھی سراسر حماقت ہے۔ ہاں! ہم اپنی قوم سے یہ مطالبہ ضرور کریں گے کہ وہ غفلت کی نیند سے جاگیں۔ اپنے اور وطن کے دشمنوں کو پہچانیں اور یقین کرلیں کہ ان مسائل کا ایک ہی حل ہے کہ اپنے اپنے ماحول میں اسلام نافذ کریں اور اس قوت کے ساتھ نافذ کریں کہ دشمن آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ اسلام جو امن و سلامتی کا پیغام ہے اسی کو اپنا کر ہم امن بحال کر سکتے ہیں۔ معاشی، سیاسی استحکام حاصل کر سکتے ہیں اور ملک بچا سکتے ہیں۔

حکیم غلام نبی امرتسری

بدمعاش

ایک بیگم نیم عریاں برسر بازار فاش
کہہ رہی تھیں اک جواں کو "بے حیا و بدمعاش"
راہ چلتی عورتوں کو گھورتا پھرتا ہے تو
گوہر عزت شرافت کر رہا ہے پاش پاش
سن کے وہ بولا ادب سے ہو خطا میری معاف
دعوت نظارہ خود دیتا ہے حسن جلوہ پاش
آبروئے حسن کا دریا بہا کر راہ میں
مجھ سے فرماتی ہو "دامن تر مکن ہشیار باش"

سید ابومعاویہ ابوذر بخاری مدظلہ
ترتیب وانتخاب: احمد معاویہ

نبیﷺ و جانثارانِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم جنگ میں نبی ﷺ کے ہمراہ جاتے تو آپ وہاں کھڑے ہوتے تھے جہاں موت کے سوا اور کوئی چیز نہ ہوتی ہمیں اس وقت معلوم ہوتا تھا کہ آپ کتنے شجاع اور بہادر ہیں۔ اور جب جنگ ہوتی تو ہم آپ کی پناہ میں کھڑے ہوتے تھے۔ کُنَّا نَلُوذُ بِہٖ (ہم آپ کی پناہ لیا کرتے تھے) کہ جب آپ نقل حرکت فرمائیں گے تو پھر ہم بھی حرکت کریں گے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم کوئی وار کر بیٹھیں؟ اور پھر سنبھال نہ سکیں، ہمارا از خود حوصلہ نہیں ہوتا تھا کہ صفوں کو چیر کر فرنٹ پر پہنچ کر کافروں پر حملہ کریں۔ آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر بزدل، بہادر بن جاتے تھے۔ بہادروں کے دل، پہاڑوں سے زیادہ مضبوط ہو جاتے تھے مثلاً شوال ۳ھ میں ابوسفیانؓ اور امیر معاویہؓ مسلمان نہیں ہوئے تھے، حضرت معاویہ کے بڑے بھائی حضرت یزید الخیر الفیاضؓ اور بی بی ھندہ نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ مشہور ہے کہ غزوۂ احد میں تقریباً دو، ڈھائی ہزار کفار کا لشکر تھا تو بی بی ہندہ نے اپنے ساتھ مکہ کی عورتوں کو لیا اور پھر کھڑی ہو کر ایک جنگی رجز اور وجد آور ٹپا پڑھا۔ قریشی عورتیں، عرب کی بہادر عورتیں تھیں جن کا دودھ پی کر حضرت خالد بن ولید جیسے سیف اللہ پیدا ہوئے۔ وہ آج کی عورتیں نہیں تھیں۔ وہ آنکھوں کے سامنے خون بہتا دیکھتی تھیں۔ لاشوں کو گاجر مولی کی طرح کٹتا دیکھتی تھیں۔ وہ بچے چھوڑ کر آئی تھیں۔ قریش کی عورتیں، ابوجہل کی بیوی، بہن، بیٹی، بہو اور تمام سرداروں کی بہو بیٹیاں آئیں اور بی بی ہندہ قائد تھیں اور یہ ٹپا پڑھ رہی تھیں۔

نَحنُ بنَاتُ الطَّارِق۔ نَمشِي علَىٰ النَمَارِق
اِن تُقلبُو نُعَانِق۔ اَوتُدبِرُوا نُفَارِق

ہم کون ہیں؟ ہم زمین پر رہنے والی نہیں عزوجد کے لحاظ سے ہم ستاروں کی بیٹیاں ہیں۔ یہ نہ سمجھو کہ ہم دنیاوی حیثیت سے ذلیل اور کمزور ہیں۔ اگر تو تم نے دشمن سے مڈبھیڑ کی، سینہ کے سامنے سینہ کر کے جنگ لڑی تو ہم تم کو گلے لگالیں گی۔ بھائی کو بہن، خاوند کو بیوی اور بیٹے کو ماں گلے لگالے گی۔ اور اگر تم نے پیٹھ پھیری، تو ہم میں سے ہر عورت اپنے رشتہ داروں سے جدا ہو جائے گی۔ اور ہر بیوی اپنے خاوند سے طلاق لے کر قیامت تک کے لئے تمہیں رسوا کر دے گی۔

حضور ﷺ کھڑے ہیں اس عالم میں کہ کفار کا یہ حال ہے پھر محمد کے ساتھیوں کا کیا حال ہونا چاہیئے؟ کفار کے اس حال کو دیکھ کر صحابہ کرامؓ کو غیرت آئی جب سعد ابن ابی وقاص کے اس وقت کے کافر بھائی

عتبہ ابن ابی وقاص نے آپ ﷺ کے چہرہ پر پتھر مارا اور آپ ﷺ کے اوپر کے دندان مبارک کا کنارہ شہید ہوا اور جب مکہ کے مشہور پہلوان کافر و مشرک اور خبیث و بد بخت ابن قمیہ نے تلوار سے وار کیا تو "خود" لوہے کی ٹوپی پر تلوار پڑی تو اس کی کڑیاں رخسار مبارک پر گڑ گئیں اور آپ کا پاک خون بہا۔ اندازہ کیجئے حضور ﷺ پر یہ وقت آ گیا تو آپ نے فرمایا۔ مــن يّشرِى لَنَا نَفسَہ۔

اس گھڑی میں کون ایسا جواں مرد ہے جو ہمارے لئے اپنی جان کا خدا سے سودا کر لے۔"؟

آپ کا یہ رقت آمیز اور بے تاب کر دینے والا فرمان سنتے ہی اسی وقت سات انصاری صحابیؓ یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے کہ نحن۔ یا رسول اللہ۔

یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ کے لئے جانیں فروخت کر کے آپ پر قربان ہوں گے۔

حضرت زیاد ابن سکن۔ انصاریؓ بھی انہی سات صحابہ میں شامل و موجود تھے۔ حضور کے سامنے پرا جما کر کھڑے ہو گئے۔ نیزوں کی بارش آتی تھی، تلواروں کے وار ہوتے تھے اور یہ لوگ سینے کھول کر سب قبول کرتے تھے اور ایک ایک کر کے گرتے جارہے تھے اور یوں تھوڑی دیر کے اندر اندر ساتوں انصاری صحابہ نبی کریم ﷺ پر قربان ہو گئے۔ لیلیٰ و مجنوں اور وامق و عذرا کی سراسر فسق محبت، ان سراپا صدق عُشاقِ رسول ﷺ کی جوتی کی نوک پر قربان۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کیا ہوا اپنا عہد و وعدہ اور قول و قرار ایسی نرالی اداء اور نوکھی شانِ فدائیت کے ساتھ پورا کر کے دکھا دیا جسکی مثال چشم ملائکہ نے بھی شاید ہی کبھی دیکھی ہو گی۔ ان شہداء سبعہ۔ میں حضرت زیاد ابن سکن انصاریؓ کی شہادت اپنے انداز عشق و فدا کاری میں بے شمار شہداء صحابہ سے اس طرح بھی مزید بے مثال و لازوال اور معیار و یادگار محب رسول ﷺ بن گئی کہ جب یہ زخم کھا گئے تو نبی کریم علیہ الصلواۃ والتسلیم نے دیکھ کر دوسرے قریبی اور محافظ صحابہ سے فرمایا کہ۔

ادنومنی! فادنوه منہ فوسده قدمہ۔ فمات وخده على قدم رسول الله صلى الله عليہ وسلم (ابن ہشام ج نمبر۳، ص۱۵۷، عیون الاثر ج نمبر۲، ص۲۰ طبع جدید ثالث ۱۴۰۲ھ۔ ۱۹۸۲ء دارالافاق الجدیده بیروت لبنان۔

اسے میرے پاس لے آؤ تو صحابہ نے انہیں اٹھا کر آپ ﷺ کے قریب کر دیا آپ ﷺ نے اپنے پائے مبارک سے زیاد کو سہارا دیا تو زیاد نے اپنا رخسار آپ ﷺ کے قدم مبارک پر رکھ دیا اور اسی نرالے حال و انداز عشق کے ساتھ آپ کے پاؤں پر اپنا منہ رکھ کر جان دے دی۔

کسی عاشقِ دردمند نے غالباً ایسی ہی حالت و کیفیت کا تصور کر کے محبوب کے قرب میں جان دینے کی حسب ذیل الفاظ میں انتہائی فصیح و بلیغ اور مبنی بر حقیقتہ نقشہ کشی کر ڈالی ہے کہ۔

کامیابی محبت کی سمجھوں اسے نزع ہو گر مری آپ کے سامنے
موت بہتر ہے اس زندگی سے کہیں، پاس بیٹھے رہو، دم نکلتا رہے

صلی الله علی سید الاولین والاخرین، سید المجوبین و مراد المشتاقین محمد
وسلم و علیٰ الہ واصحابہ المحبین والعاشقین الصادقین۔ بعدد کل ذرة الف الف
مرة صلاة وسلاماً دائمین متواترین لانهایة لهما وجعلنا من اتباعهم المخلصین۔
آمین۔

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے ان کو دائمی طور پر زندہ جاوید بنا دیا۔ نبی علیہ السلام کے رشتہ میں خالہ زاد
بھائی اور خادم خاص حضرت انس ابن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کے چچا حضرت انس ابن نضر انصاریؓ کفر و
اسلام کے پہلے اور فیصلہ کن معرکہ غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوسکے تھے جس کا انہیں بڑا رنج اور بے حد غم
تھا۔ اور اس پر وہ افسوس کرتے تھے اور روتے تھے چنانچہ ایک بار نبی علیہ السلام کی خدمت میں اپنی یہ حالت و
کیفیت بیان کرتے ہوئے بڑے ہی وجد آور اور ایمان افروز انداز میں عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے افسوس ہے
کہ میں مشرکین کے ساتھ اسلام کے پہلے ہی جہاد و قتال میں شریک نہ ہوا۔ اگر اللہ تعالی نے مجھے آئندہ کسی
جہاد میں شرکت کی توفیق دی۔ تو اللہ دیکھ لے گا کہ میں اس کی راہ میں کیسی جدوجہد اور جاں بازی و سرفروشی
دکھاتا ہوں بالآخر وہ وقت آپہنچا اور انس ابن نضر غزوہ احد میں شریک ہوئے اور جب اسلامی لشکر کے عقب
سے خالد ابن ولید کے اچانک اور زبردست حملہ کی تاب نہ لا کر کچھ صحابہ ادھر ادھر بھاگے اور منتشر ہوئے تو یہ
خلاف توقع کیفیت دیکھ کر انس ابن نضر نے ذات الٰہی سے مخاطب ہو کر کہا اے اللہ! میں آپ کی بارگاہ میں
ان چند مسلمانوں کے میدان سے ذرہ پیچھے ہٹنے کے اس فعل سے معافی چاہتا ہوں اور مشرکین مکہ کے اس بغض
و عناد اور ظلم سے جو انہوں نے قتل و غارت کر کے ظاہر کیا ہے میں بالکل بری اور بیزار ہوں اس کے بعد
حضرت انس تلوار لے کر آگے بڑھے تو سامنے سے حضرت سعد ابن معاذؓ آگئے انہیں دیکھ کر انس نے کہا۔

این یا سعد! انی اجد ریح الجنة دون احد۔
(البخاری کتاب المغازی ج نمبر۲، ص۵۷۹)

اے سعد کہاں جارہے ہو؟ سچی بات یہ ہے کہ میں تو احد کے نیچے جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔
اور صحیح بخاری میں ہی کتاب الجہاد کی روایت میں حضرت انس کی گفتگو کے حسب ذیل الفاظ منقول ہیں۔

یاسعد بن معاذ الجنة؟ ورب النضر! انی اجد ریحها دون احد (البخاری، کتاب
الجهاد، ج نمبر۱، ص۳۹۲ کتاب التفسیر، ج نمبر۲، ص۷۰۵)

اے سعد ابن معاذ! یہ میرے سامنے جنت ہے مجھے اپنے باپ نضر کے پروردگار کی قسم ہے میں یقیناً جنت
کی خوشبو احد کے نیچے پارہا ہوں۔

اور تیسری روایت میں ہے کہ حضرت انس ابن نضر شمشیر بدست اور:

واها لریح الجنة۔ اجد دون احد

واہ واہ! میں تو جنت کی خوشبو احد کے پاس پارہا ہوں۔

کہتے ہوئے کفار کی طرف آگے بڑھے اور دشمن کی صفوں میں گھس گئے اور جوہر شجاعت دکھاتے ہوئے ان کا زبردست مقابلہ اور نبی علیہ السلام اور لشکر صحابہ کا بھرپور دفاع کیا اور جاں بازی و فداکاری کا بے مثال مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی آرزو اور تمنا کے عین مطابق اپنے جسم پر کفار و مشرکین کے تیروں اور تلواروں کے اسی سے زیادہ جان لیوا زخم کھا کر شہید ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ ورزقنا اتباعہ باحسان، آمین! چنانچہ حضرت انس ابن نضرؓ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھ کر اللہ تعالی سے کئے ہوئے وعدہ کے ایفاء ایثار وفداء کاری پر رضوان الٰہی کے اظہار کے لئے ان کی شان میں آیت کریمہ نازل ہوئی۔

من المومنین رجال صدقوا ما عاھدو واللہ علیہ (پ نمبر۲۱، احزاب، ع نمبر۳)

اس غزوہ احد میں ایمان و یقین، مشاہدہ حقائق غیبیہ عشق رسول ﷺ اور آپ کے لئے جذبہ ایثار و مظاہرہ فداء کاری کی روایات میں سے ایک اور خاص واقعہ بھی بصیرت افروزی، عبرۃ آموزی اور ایمان پروری کا بے مثال اور لازوال نمونہ بھی ہے کہ جب میدان احد میں معرکہ ختم ہو گیا اور صحابہ کرام بظاہر شکست خوردہ ہوئے اور کفار و مشرکین مکہ بظاہر فتح یاب ہو کر مکہ کو واپس چلے گئے تو نبی کریم ﷺ نے مختلف افراد کو مجروحین و شہداء صحابہ کی تلاش و تفتیش احوال کے لئے بھیجا تاکہ شہداء کی نماز جنازہ اور تدفین کا انتظام کیا جاسکے تو اس سلسلہ میں حضرت سعد ابن ربیع انصاریؓ کی تلاش و تفتیش کے لئے مشہور جلیل القدر کاتب وحی اور امت میں سب سے بڑے ماہر علم فرائض نوجوان صحابی حضرت زید ابن ثابت انصاریؓ کو حکم دیا کہ سعد کو ڈھونڈو! وہ کہاں ہے؟ اور ساتھ ہی یہ ارشاد فرمایا کہ:

ان رائیتہ؟ فاقراہ منی السلام وقل لہ یقول لک رسول اللہ۔ کیف تجدک۔؟ (للمستدرک للحاکم وغیرہ الزرقانی۔ ج نمبر۲، ص۲۹)

اگر تم سعد ابن زبیر کو کہیں دیکھ پاؤ؟ تو اسے میرا اسلام کہنا! اور یہ کہنا کہ: رسول اللہ ﷺ یہ دریافت فرما رہے ہیں کہ تم اپنے آپ کو اس وقت کس حال اور کیفیت میں پا رہے ہو۔"؟

اس کا مطلب یہ تھا کہ اس وقت جبکہ تمہاری روح پرواز کرنے والی ہے اور تم عالم دنیا اور عالم برزخ و آخرت کے سنگم پر ہو تو میں نے تمہارے سمیت پوری امت، تمام صحابہ کا آخری نبی اور رسول ہونے کی حیثیت سے تم کو خدا کا، عالم بالا کا، قبر اور عالم برزخ کا، عاقبۃ اور عالم آخرت کا، نشر و حشر کا، درجنت اور دوزخ کا، جو تعارف کرایا تھا۔ تو ان تمام حقائق کے تصور و عقیدہ کے لحاظ سے ان کی سچائی اور ان پر ایمان و یقین اور ان کی حقانیت کے آثار و علامات کا مشاہدہ کے نقطہ نظر سے اپنے دل کی صحیح کیفیت بتاؤ کہ اس وقت مقام و منصب اور صدق و حقانیت رسول کو کس درجہ میں محسوس کر رہے ہو؟

یہ روایت حاکم کی ہے اور حافظ ابن عبدالبر نے الاستیعاب میں یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے سعد کی تلاش میں امت کے سب سے بڑے قاری عالم حضرت ابی ابن کعبؓ کو بھیجا تھا اور واقدی کی روایت میں ہے کہ اپنے مشہور نوجوان مدبر و منتظم، ہر حساب و تفتیش حضرت محمد ابن مسلمہ۔ انصاریؓ کو

بھیجا تھا جس کی آسان اور دل لگتی تطبیق یہ ہے کہ ممکن ہے نبی علیہ السلام نے ان تینوں صحابہ کو یکے بعد دیگرے اس کام کے لئے بھیجا ہو؟ اور ممکن ہے کہ بیک وقت ہی ان تینوں صحابہ کو حضرت سعد ابن ربیع کی تلاش و تفتیش حال کا حکم دیا ہو؟ اس لئے مختلف روایات میں ان تینوں بزرگوں کا الگ الگ نام نقل کر دیا گیا ہے بہر حال مذکورہ بالا روایت کے مطابق حضرت زید ابن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ میں احد کے میدان جنگ میں ڈھونڈتا ہوا ایک جگہ سعد ابن ربیع کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ ابھی ان میں زندگی کی کچھ رمق باقی تھی اور ان کے جسم پر تیروں اور تلواروں کے ستر زخم تھے تو میں نے انھیں حکم کے مطابق رسول اللہ ﷺ کا سلام پہنچایا تو سن کر سعد نے حسب ذیل جواب دیا کہ۔

علی رسول اللہ السلام۔ وعلیک السلام۔ قل لہ! یا رسول اللہ! اجد انی اجد ریح الجنة! وقل لقومی الانصار! لاعذرلکم عنداللہ۔ ان یخلص الی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شفر یطرف۔ وفی روایة وفیکم عین یطرف، قال وفاضت نفسہ۔ رحمہ اللہ (الفرقانی ج۲ ص۴۹)

میری طرف سے بھی رسول اللہ ﷺ پر سلام ہو۔ اور تم پر بھی سلام ہو۔ رسول اللہ ﷺ کو میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ اس وقت میں اپنے آپ کو اس حال میں پا رہا ہوں کہ میں جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ اور میری قوم انصار کو میری طرف سے یہ کہہ دینا کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو تمہاری کسی دیکھتی آنکھ کے سامنے یعنی تمہارے زندہ ہوتے ہوئے اور دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اور تم میں ایک آنکھ بھی حرکت کر رہی ہو یعنی تم میں سے ایک آدمی بھی زندہ ہو، کوئی تکلیف پہنچ گئی؟ تو یاد رکھو کہ پھر قیامت کے دن اللہ کے سامنے اپنی صفائی میں تمہارا کوئی عذر مسموع و مقبول نہیں ہو سکے گا۔ زید ابن ثابتؓ نے فرمایا کہ سلام و پیام رسول ﷺ کے جواب میں نبی علیہ السلام اور انصار کے نام سلام و پیام کے یہ الفاظ کہنے پر سعد کی روح پرواز کر گئی۔

اور مستدرک کی روایت میں کہ نبی علیہ السلام کے سلام و پیام کے جواب میں حضرت سعد ابن ربیع نے حضرت زید ابن ثابتؓ سے کہا کہ:

اخبر رسول اللہؐ انی فی الاموات۔ واقراہ السلام وقل لہ: یقول۔ جزاک اللہ عنا وعن جمیع الامة خیراً۔ (المستدرک للحاکم احوال سعد ابن ربیع رضی اللہ عنہ۔ ج نمبر۳، ص۲۰۱۔)

رسول اللہ ﷺ کو خبر دے دینا کہ میں اس وقت مرنے والوں میں شامل ہو رہا ہوں اور آپ کو میرا سلام پہنچانا اور آپ سے عرض کر دینا کہ سعد یہ کہتا تھا کہ اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ آپ کو ہماری اور تمام امت کی طرف سے بہتر جزاء عطا فرمائے کہ آپ نے ہمیں حق کا راستہ دکھایا اور حقیقت کا مشاہدہ کرا دیا۔

اور اس داستان عشق و وفا کے آخری زریں اور یادگار و بے مثال باب کے طور پر علامہ ابن عبدالبر قرطبی کی کتاب میں حضرت اقرأالأمة ابی ابن کعبؓ کا بیان منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں سعد ابن ربیع کے ساتھ

آخری ملاقات اور نبی علیہ السلام کی سلام و پیام رسانی کے بعد آپ ﷺ اور انصار کے نام سعد کے سلام و پیام کی امانت لیکر واپس آیا اور نبی علیہ السلام کو سعد کی وصیت کے مطابق آپ کو ان کی خبر پہنچائی تو آپ نے سعد کا پیام سن کر جواباً ارشاد فرمایا کہ:

رحمه اللہ! نصح للہ ولرسولہ حیاً و میتاً (الاستیعاب للحافظ ابن عبدالبر القرطبی، فی حاشیۃ۔ الاصابہ للحافظ ابن حجر العسقلانی، ج نمبر۲، ص۳۵)

اللہ سعد ابن ربیع پر رحم فرمائیں! وہ اللہ اور اس کے رسول کا خیر خواہ اور وفادار رہا جیتے ہوئے بھی اور مرتے وقت بھی!

جنون عشق تا آں معتبر نیست

اگر ہر آبلہ خارے ندارد

یہ ہیں ان فرشتہ صفت اولین علم برداران حق، حقیقی عشاق رسول، سچے اور کامل مومنین اور نبی علیہ السلام کے طفیل و توسط سے آپ کے بعد دین حق کو سمجھنے اور ماننے میں اور قیامت تک آنے والی پوری امت محمدیہ کے لئے معیار و مدار ھدایت۔ رضوان اللہ علیہ وعلی سائر اصحاب رسول اللہ اجمعین وسبحان اللہ وبحمدہ۔

(ماخوذ: "اسلامی شورائی نظام اور حکومت الٰہیہ" الاحرار اپریل ۱۹۸۷ء ج نمبر ۱۷)

(بقیہ از ص ۱۷)

۵- پانچویں بات حضرت حسینؓ کی ازواج میں شاہ یزدجرد کی بیٹی شہر بانو کا ذکر ہے کہ ایران کی فتح کے بعد شاہ ایران یزدجرد کی بیٹی (سلامہ) شہر بانو بھی حضرت عمر فاروقؓ ہی نے حضرت حسینؓ کی دی تھی۔

یزدجرد یا یزدگرد ساسانی نسل کا آخری بادشاہ تھا۔ ۱۳ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس وقت اسکی عمر ۱۶ برس تھی۔ دو سال بعد ہی حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں قادسیہ کی مشہور جنگ میں حضرت سعد بن وقاصؓ کے ہاتھوں پایہ تخت مدائن فتح ہوا۔ مطلب یہ ہوا کہ فتح مدائن کے وقت اسکی عمر اٹھارہ برس تھی۔ اب سوچنا پڑے گا کہ اٹھارہ برس کی عمر میں اسکی تین جوان بیٹیاں تھیں جو حضرت عمرؓ نے حضرت حسینؓ، محمد بن ابوبکر اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ میں بانٹ دیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں تو یزدجرد پر قابو ہی حاصل نہیں ہو سکا۔ کتاب فتوح البلدان۔ بلاذری میں ہے کہ یزدجرد اپنا بیت المال اپنی عورتوں اور بچوں کو لے کر پہلے حلوان پھر قم رقاشان۔ اسلامی لشکر کے خوف سے بھاگتا رہا ۲۹ھ میں خراسان پہنچا اور وہاں سے مرو۔ جہاں ۳۰ھ میں بعہد خلافت عثمان غنیؓ اسکا خاتمہ ہوا۔ اب پڑھنے والے خود ہی دو اور دو چار کی طرح حساب لگالیں کہ شہر بانو اور اسکی بہنوں کے متعلق روایت گھڑی ہوئی ہے اور اسکا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔

اسکے علاوہ بھی اس مضمون میں کئی باتیں تحقیق طلب ہیں۔ جن پر علماء غور کر سکتے ہیں۔ ناچیز نے صرف ان باتوں کی نشان دہی کی ہے جو عام طور پر عوام کے ذہنوں پر اثر ڈالتی ہیں۔ صلوات اللہ علیہ و برکاتہ۔

قلم برداشتہ

سید عطاء المحسن بخاری

عام ہوجائیں گے جلوے آنکھ پتھرانے کے بعد؟

ایک طرف سیلِ آب دوسری طرف سیلِ افکار بے کار! نہ اُسکی آنکھ، نہ اُسکی آنکھ! بینائی ودانائی سے دونوں محروم، انکی محرومیاں ہی ان کی ظالمانہ روش کی بنیاد ہیں۔ بے نظیر کہتی ہیں کہ...... اسلام نے عورت کو گھر کا پابند نہیں بنایا، یہ رویے ہماری نابینا ثقافت کی پیداوار ہیں۔

چودہ سو سال پہلے دین سے دوری، دین ناشناسی...... اللہ کے نبی کے وجود اور نبوت کی تعلیمات سے سوا چھے سو سال کی دوری اور غفلت کا نتیجہ تھی۔ آج کی ناشناسی اور نادانی بھی نبی کے وجودِ گرامی اور نبوت کی تعلیمات سے روگردانی و بے پناہ غفلت کا نتیجہ ہے۔ تب ایرانی، رومی، مصری، عراقی نہیں جانتے تھے کہ عورت کیا ہے؟ آج یورپ امریکہ اور مسلمان ملکوں کے اقتدار یے جاننے کے باوجود، امریکہ و یورپ کی محتاجی میں ڈوب کر کہتے ہیں...... عورت مرد کے "برابر" ہے۔ یہ فنی اور سیاسی جھوٹ، سیاسی وثقافتی لذتوں کو کُھل کھیلنے کا موقع دیتا ہے۔ یہ لذتیت، ارتیابیت پیدا کرتی ہے۔ جس کے نتیجے میں آکسفورڈ اور اسلام آباد ایک ہو جاتے ہیں اور انکی تمیز وشناخت مشکل ہوجاتی ہے۔ ننگے منہ، ننگے سر، مخلوط زندگی، غیر محرموں سے بے تکلفی، "ثقافتی رشتوں" کی بہتات اور انہی رشتوں کی گھات، تاک جھانک، پسند ناپسند، آنکھ منہ اور سر کا ملاحظہ...... موقع ملاحظہ بھی اور لحاظ ملاحظہ بھی! نتیجہ یہ کہ...... "چھری دل پہ چل گئی"! رہا جسم، تو وہ کونسا چھپا ہوا ہے؟ لباس بے لباسی ہے۔ گانا، ناچنا، اچھلنا کودنا، گھومنا پھرنا، اس پہ مستزاد "مٹر گشت"! "آوارگی" مردوں کیلئے بھی جائز وحلال نہیں تو عورت کیلئے (جو ان تمام کاموں میں مرد سے ایک ہزار سال آگے ہے) یہ سب سرگرمیاں کیونکر حلال ہو سکتی ہیں؟ اور اب کہ عورت، پاکستانی عورت مسلمانوں سے کم اور کفار ومشرکین کی عورتوں سے بہت زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔ ثقافتی ترقی اور سولائزیشن کی (Peak) پیک پر آگئی ہے۔ اُس سے واپسی کی توقع رکھنا ایسا ہی ہے جیسے موسیٰؑ کی قوم کا ایک مردِ مجاہد صدا لگاتا تھا، لوگوں کو بُلاتا تھا، خیر کی دعوت کا عمل کرتا تھا تو قوم اسے قتل کرنے کو دوڑتی تھی۔ آج جو شخص عورت کو پابندِ خانہ کرے، اسکا خانہ خراب اور جو ثقافتِ جدیدہ کا پابند کرے اسکے دونوں ہاتھ کھلے...... "چت بھی اُسکی پٹ بھی اُسکا انٹا اسکے باپ کا"

ابھی "قاہرہ کانفرنس" کی اُڑائی ہوئی گرد نہیں بیٹھی تھی کہ "بیجنگ کانفرنس" کے گرد باد نے آن لیا۔ وہی ریزولیوشن کی یورش، وہی عورتوں کی ترقی، وہی فیملی پلاننگ اور وہی "ہجومِ مرداں" اور "ہمتِ مرداں"...... بقولِ اکبرالہ آبادی

ڈنر، عہدے، تبسم، مشورے، وعدے، بنے گیسو
وہ گیسو جس سے پھیلی بوئے مستِ عنبرِ سارا

وہ ٹوٹے، یہ گرے، وہ پھیلے، یہ چت، اُن کو غش آیا
نہ ایماں میں رہی طاقت، نہ دل میں ضبط کا یارا

ہمیں تسلیم ہے بلکہ "تسلیم جاں" ہے کہ یہ خواتینِ خانہ کا نہیں، خواتینِ خانہ خراب کا دور ہے۔ یہ سبھا کی پریوں کا دور ہے۔ قطار اندر قطار۔ اودے اودے نیلے نیلے پیلے پیلے پیرہن! بیجنگ کانفرنس کی وکالت کرتے ہوئے ایک پاکستانی خاتون لیڈر نے بھی یہی کہا ہے کہ "جہاں ۳۳ ہزار خواتین ہوں گی وہاں ہر ایک کا لباس مختلف ہو گا۔ یہ اگر "فیشن شو" ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟" کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہی "تریاہٹ" ہے۔ یہی "تریامت" ہے۔ یہی "تریاچلتر" ہے۔ بلکہ اب تو "تریا راج" ہے۔ اور ہمیں اس میں اور سامراج، رام راج اور ٹام راج میں کچھ فرق دکھائی نہیں دے رہا۔ سب کا "منشور" ایک ہے۔ وہی کہ

الحذر، آئینِ پیغمبر سے سو بار الحذر!
حافظِ ناموسِ زن، مرد آزما، مرد آفریں؟

جی ہاں! آئینِ پیغمبر کی رو سے..... عورت خاوند کے گھر کی ملکہ ہے اور اپنے بچوں کی مربیّہ! اس سے اسی کے بارے میں پوچھ گچھ ہو گی (الحدیث)..... اسی طرح، آئینِ پیغمبر کی رو سے...... مسجد دنیا کی سب سے اچھی جگہ اور بازار دنیا کی سب سے بری جگہ ہے (الحدیث)۔ لیکن......... آج کی .. تیر "زن"، تلوار "زن" اور خنجر "زن" ہے کہ وہ عورت کو بازاروں میں گھسیٹنا چاہتی ہے۔ وہی عورتیں..... جو ملک کے بٹوارے کے وقت سکھوں نے گھسیٹیں، اور بٹوارے کے بعد "اپوا" اور "پفوا" نے! اور اب اس تریا راج کی "اقتدارنی" نے.......

قرباں تیرے راج پاٹ کے، راج ہے بے نظیر!

آخر، وہ کونسے حقوق ہیں جو خساستوں کے ذریعے ملتے ہیں؟ وہ کونسے حقوق ہیں جن کے لئے اس کفر اور ذلت کو گوارا کیا جاتا ہے؟ وہ کونسے حقوق ہیں جن کے حصول کے لئے عورت گھر کی ملکہ نہیں بننا نہیں چاہتی بازار کساد کی جنسِ گراں بننا چاہتی ہے؟ وہ کونسی ترقی ہے جو اس مقدس شے کو چند بدمعاشوں بوالہوسوں کے ہاتھ نیلام کر کے حاصل ہوتی ہے؟

ایک معدوم برابری، ایک نامعلوم آزادی، ایک گم گشتہ برتری کے حصول کے لئے...... اور کائنات کے رنگ میں بھنگ ڈالنے کے لئے وجود زن کو سر راہ پھینک دینا یقیناً بہت بڑی جہالت ہے، ظلم ہے، قہر ہے۔ غلامی کا نیا انداز ہے، سراسر استحصال ہے۔ جو آزادی یورپ کی عورت کو آج تک نہیں ملی، چینی عورتوں کو ماؤزے تنگ نہ دلا سکا، یقیناً وہ بے نظیر بھی نہیں دلا سکتی۔ لیکن کون سمجھائے کہ......... "کے دا منہ لال ویکھ کے اپنا منہ چپیڑاں مار مار کے لال نئیں کر لئی دا"...... ورنہ.........

عام ہو جائیں گے جلوے آنکھ پتھرانے کے بعد

یہ تو مرتد ہیں.......!

کل میں ایک محلے میں گیا وہاں میری رشتہ داری ہے۔ ان عزیزوں سے ملے عرصہ گزر گیا تھا۔ اس عرصہ دراز کو کوتاہ کرنے کے لئے جب ان کے ہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ کچھ خواتین کسی نے بھیجی ہیں۔ بھئی یہ بیبیاں کیوں آتی ہیں؟ جواب ملا کہ تبلیغ کی غرض سے

کہاں سے آتی ہیں؟

وہ بی بیاں خود ہی بول پڑیں کہ ہم ربوہ سے آتی ہیں۔

مبلغات، آپ کیا تبلیغ کرتی ہیں؟

جی ہم پہلے تو ان غریب خواتین کو سلائی، کڑھائی سکھاتی ہیں، پھر ان کی گھریلو حالت درست کرنے کے لئے ان کی مدد کرتی ہیں اور اگر کہیں زچگی کا معاملہ ہو تو اسمیں ان عورتوں کو ہدایات دیتی ہیں اور اس سلسلہ میں ایکسپرٹ عورتیں ہمارے ہمراہ ہوتی ہیں۔ جو ان کی خدمت کرتی ہیں ایسی عورتوں کو سہولتیں بہم پہنچاتی ہیں۔

آپ خود کیا کرتی ہیں؟

بس جی ہم ہمہ وقت یہی کام کرتی ہیں۔ یہ ہماری ڈیوٹی ہے

آپ ہر جگہ اکیلی چلی جاتی ہیں جبکہ ملکی حالات تو احتیاط کا تقاضا کرتے ہیں۔ آپ کو بہت محتاط ہو کے چلنا چاہیئے۔

جی نہیں ہم اکیلی نہیں جاتیں، ہمارے ساتھ ہمارے مرد بھی ہوتے ہیں جو خاصے تربیت یافتہ ہیں جو علاقے میں آتے رہتے ہیں اور ماحول پر کڑی نگاہ رکھتے ہیں۔ مشکل وقت میں وہ ہماری بھرپور مدد کرتے ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں کا واقعہ ہے چوک رنگ محل سے جانب مغرب ہم تبلیغ کے لئے گئیں، وہاں چھوٹے سے کمرے میں چار آدمی نظر آئے مرد بیمار تھا، بچے ان پڑھ تھے، عورت قدوقامت اور جسامت شباہت سے تندرست و توانا نظر آتی تھی ہم وہاں گئیں، ان کی پرابلمز پوچھیں، وقتی طور پر ان کی خدمت کی، ان کو اعمال کی تلقین کر کے ہم آگئیں۔ مرکز میں رپورٹ کی، ہفتہ بعد ہمیں پھر وہاں جانے کا حکم ہوا۔ ہم پھر گئیں، حال احوال پوچھا، بیمار مرد کو دوا دی، وہ پہلے سے بہتر تھا مگر پیلا چہرہ، آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی، میلے چیکٹ کپڑے، شیو بڑھی ہوئی، دانت پیلے، اوپر سے سگریٹ نوشی نے اسکا حلیہ بگاڑ رکھا تھا۔ ہم نے اسے نہانے دھونے کے لیے کہا۔ صابن وغیرہ لیکے دیا برش اور ٹوتھ پیسٹ بھی لیکے دی تاکہ وہ دانت صاف کر لے اور اگلے ہفتے آنے کا کہہ کے

ہم واپس آ گئیں۔ اگلے ہفتے ہم پھر گئیں وہ لوگ ہمارے انتظار میں تھے انہوں نے بڑے سلیقہ سے ہمیں بیٹھنے کو کہا تنگ سی جگہ میں ہمارے لئے کپڑا بچھا کر جگہ بنائی ہم سب بیٹھ گئیں اور ان کے مرد کا حال پوچھا۔ اس عورت نے کہا

"مزدوری کرن گیا ہویا اے ہنیں آجاندا اے"

ابھی ہم حال احوال پوچھ ہی رہی تھیں کہ وہ آ گیا اب تو وہ بھلا چنگا لگ رہا تھا۔ دن بھر کی تھکن کے باوجود اسکے چہرے پر ایک روشنی سی تھی۔ ہم نے حیران ہو کر پوچھا

آپ میں یہ تبدیلی اچانک کیسے واقع ہو گئی؟

کہنے لگا میں "پنج ویلے مسجد وچ نماز ادا کرناں ایہہ اوہدی برکت اے"

آپ بہت اچھا کرتے ہیں آپ تو مذہبی آدمی معلوم ہوتے ہیں!

جی ہاں اللہ دے فضل تے رحمت نال مذہب تے ساڈھی جند جان اے"

اچھا ہم آپ کو ایک دعوت دیتی ہیں امید ہے آپ قبول فرمائیں گے۔

جی بی بی جی کیوں نئیں تسی تے میری مہربان ہو

اگلے بدھ کو آپ ہمارے ساتھ ایک دعوت میں شریک ہوں۔

جی ضرور بی بی جی اسی آواں گے۔

اگلے بدھ کے روز کا وعدہ لیکر اور اپنا پتا بتا کے وہ چلی گئیں اور بدھ کا انتظار کرنے لگیں وہ بے چارے غریب لوگ چوک رنگ محل سے پیدل چلے اور کشمیری بازار سے ہوتے ہوئے دلی دروازے آ نکلے یہاں سے گڑھی شاھو تک تانگے میں گئے وہاں ایک کوٹھی میں دوپہر کے کھانے کا انتظام تھا کھانا کھانے میں ابھی چند گھڑیاں باقی تھیں کہ انہیں مبلغات میں سے ایک نے خطبہ پڑھا۔ قرآن کریم کی تلاوت کی اور کہا کہ

ہم بھی مسلمان ہیں۔ ہم لوگوں پر یہ الزام ہے کہ ہم ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے۔ ہمارا ختم نبوت پر اسی طرح ایمان جس طرح سب مسلمانوں کا ہے۔

وہ چوک رنگ محل کا غریب و نادار آدمی تقریر سن کے بیوی بچوں سے کھسر پھسر کرنے لگا۔ اتنے میں کھانا آ گیا۔ کھانا چنا گیا تو یہ سب اچانک باہر نکل گئے اور ادھر ادھر ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ جیسے تیسے ہانپتے کانپتے گھر پہنچے۔ اس مرد نے گھر پہنچتے ہی کہا

یا اللہ تیرا شکر اے تیرا لکھ لکھ واری شکر اے توں سانوں ایمان دے ڈاکواں کولوں بچا لیا۔ جے توں مت نہ دیویں تے بڑے بڑے فاروق لغاری جئے اجڑ جاندے نئیں!

ہمیں بہت فکر ہوئی کہ ہماری محنت و خدمت برباد ہوئی پتہ تو کریں کیا بات ہے دوسرے روز تحفے تحائف لیکے ہم پھر انکی کٹیا میں گئیں وہاں پہنچی تو انہوں نے ہمیں دیکھتے ہی آنکھیں بدل لیں اور کہنے لگے کہ یہاں سے چلی جاؤ ورنہ سارا محلہ اکٹھا کر لوں گا۔ اسکا شور سن کر محلے دار اکٹھا ہونا شروع ہو گئے ایک بھیڑ سی لگ گئی

بھانت بھانت کی بولیاں۔ اتنے میں ایک بڑے میاں بھیڑ چیرتے ہوئے آگے بڑھے اور اس آدمی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کے ماجرا پوچھا۔ اس نے ان بھولن دیویوں کی ساری داستان کہہ سنائی بابا جی کہنے لگے میرا ماتھا تو اسی دن ٹھنکا تھا جب دو ماہ پیشتر یہ غلام احمد زادیاں تمہارے پاس آئی تھیں۔ ان کے برقعے اور ان کی پُراسرار رفتار، آمدورفت، چار آدمیوں کا ان کے ساتھ خفیہ انداز سے ہونا مجھے کھٹکا تھا مگر میں نے اس لئے دخل دینا مناسب نہ سمجھا کہ شاید یہ تمہاری کچھ لگتی ہوں۔ بھئی یہ تو مرزائی ہیں اور مرزا غلام احمد کو نبی مانتی ہیں پوری دنیا میں یہ طبقہ بڑا نامراد ہے۔

یہ تو مرتد ہیں۔

خاموش مُبلغ

(محلہ سادات، دہلی گیٹ ملتان)

آئینۂ حدیث میں اپنا چہرہ؟

رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

* جو قوم خائن (بددیانت) ہو جاتی ہے اس میں بزدلی جڑ پکڑ لیتی ہے۔
* جس قوم میں زنا (بدکاری) رواج پا جائے اس کی نسل کشی (غیرت فنا) ہو جاتی ہے۔ (اولادِ بے بنیاد۔ حرامی کہلاتی ہے)
* جو قوم ناپ تول میں کمی کی مرتکب ہوتی ہے اس پر گرانی (کمر توڑ مہنگائی) کا عذاب نازل ہوتا ہے۔
* جو قوم ناحق فیصلوں پر ڈٹ جائے اس میں خون خرابہ (دہشت گردی) کا دور دورہ ہوتا ہے۔
* جو قوم بدعہد ہو جاتی ہے اس پر دشمن مسلط کر دیا جاتا ہے (محکومی و درماندگی اور غلامی اس کا مقدر بن جاتی ہے)

خود عمل تیرا ہے چارہ گر تیری تقدیر کا
شکوہ کرنا ہے تو کر اپنا مقدر کا نہ کر

(اکبر الہ آبادی)

ہمایوں سلطان

خاندان رسول مقبول ﷺ (ایک اہم پہلو)

۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ کے جنگ (کراچی) کی خصوصی اشاعت میں سیدہ یاسمین زیدی صاحبہ کی تحریر (خاندان رسول مقبول ﷺ) شائع ہوا۔ اس میں کچھ باتیں ایسی ہیں کہ ضرورت ہے کہ عام مسلمان جسکی صحیح تاریخ اور عقائد کے بارے میں معلومات کم ہی ہوتی ہیں اور وہ ان ہی اخباری تحریروں کا اثر زیادہ لیتا ہے۔ اسکا ذہن صاف کیا جائے اور صحیح بات اس تک پہنچائی جائے۔

۱۔ محترمہ نے حضور ﷺ کے دودھ شریک بہن بھائیوں کی جو فہرست دی ہے وہ یا تو انہوں نے غلطی سے یا پھر مخصوص عقائد کی اندھی تقلید میں دودھ شریک بھائی کی حیثیت سے حضرت علیؓ کا اسم گرامی بھی شامل کر دیا ہے۔ اب علماء اس پر توجہ فرمائیں کہ کیا رضاعی بھائی داماد بن سکتا ہے؟ یا رضاعی چچا شوہر بن سکتا ہے؟ یا پھر دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے اگر حضرت علیؓ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی تھے تو پھر داماد نہیں تھے۔ لیکن آپؓ داماد رسول اکرم ﷺ تھے اس لئے رضاعی بھائی نہیں ہوسکتے۔

۲۔ محترمہ نے پورے مضمون میں مختلف رشتوں میں بارہ نسلوں تک تمام ناموں کے بعد ہر بار (رضی اللہ عنہم) یا (رضی اللہ عنھن) لکھا ہے۔ جبکہ مسلمانوں کے تمام مستند علما کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور اکرم کے لئے صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسرے انبیاء اور رسل کے لئے علیہ السلام۔ صحابہ کرام کے لئے (رضی اللہ تعالی عنہم) اور رحمتہ اللہ علیہ انکے بعد کے مسلمان بزرگوں کے انتقال کے بعد ان کے نام کے ساتھ لکھا یا بولا جاتا ہے۔ لہذا رضی اللہ عنہم صرف صحابہ کرام کے لئے مخصوص ہے۔ انکے علاوہ دوسرے لوگوں کے ساتھ لکھنا مناسب نہیں ہے۔

۳۔ تیسری بات یہ ہے کہ محترمہ نے لکھا ہے کہ سیدہ فاطمہؓ کے سوا حضور اکرم ﷺ کی دیگر بنات کی اولاد کا سلسلہ نہیں چلا اور یہ بات بڑی شدت کے ساتھ ہمارے ملک میں دھرائی جاتی ہے اور بیشتر لوگوں کا اپنی کم علمی کی وجہ سے یہی معاملہ ہے۔ یہ ضروری ہے کہ ہر مسلمان کو حضور اکرم ﷺ کی تمام ازواج مطہراتؓ، اولاد اور انکی اولاد کے بارے میں صحیح معلومات حاصل ہوں اور جیسا کہ خود محترمہ نے اپنا مضمون شروع ہی قرآن اور حدیث کے حوالے سے کیا ہے کہ آپ ﷺ فرما دیجئے کہ میں تم سے اور کچھ نہیں مانگتا سوائے قرابت کی محبت کے (القرآن)۔ تمام رشتے ناطے قیامت کے دن ٹوٹ جائیں گے سوائے میرے رشتے ناطوں اور سسرال کے تعلق کے (الحدیث)

اب خود سوچئیے کہ یہ کتنی بڑی بات ہے کہ ہم آپ ﷺ کے کچھ رشتے داروں کو لے لیں اور کچھ کو چھوڑ دیں۔ سوچئیے کہ کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس بات سے خوش ہوگا؟

حضور اکرم ﷺ کے سب سے بڑا نواسے حضرت علی ابن ابوالعاصؓ ہیں۔ یہ وہی نواسے ہیں کہ جنھیں اور انکی بہن حضرت امامہؓ کو کی زندگی میں اپنے نانا ﷺ کے کاندھوں پر دوران نماز سوار ہونے کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔ یہی حضرت علی ابن ابوالعاصؓ ہیں جنھیں فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ کے ردیف بننے کا شرف نصیب ہوا اور ان ہی حضرت علیؓ نے حضور سرور کائنات ﷺ کے کاندھوں پر سوار ہو کر خانہ کعبہ کے بتوں کو گرایا تھا۔ آپؓ جنگ یرموک میں حضرت ابوعبیدہ ابن جراحؓ کی قیادت میں کافروں کے خلاف جہاد کرتے ہوئے جامِ شہادت نوش کرتے ہیں۔ اور آپ ہی کے بارے میں علامہ اقبال نے ایک نظم لکھی ہے۔ جسکا مشہور شعر ہے۔

اے بو عبیدہ رخصت پیکار دے مجھے
لبریز ہو گیا ہے میرے صبر و سکون کا جام

آپؓ صاحب اولاد ہوئے اور آج بھی عرب و شام میں آپکا سلسلہ نسب چل رہا ہے۔ اور وہ سب سادات اور اولادرسول ﷺ میں شمار کیے جاتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کے ایک اور نواسے حضرت عبداللہؓ جو آپکی دوسری صاحبزادی حضرت رقیہؓ اور حضرت عثمانؓ کے صاحبزادے تھے۔ ہجرت حبشہ کے موقع پر پیدا ہوئے ۶ برس کی عمر میں وفات پائی۔ آپکی اولاد بھی عرب و شام اور ہندوستان و پاکستان میں بڑی تعداد میں موجود ہے۔ اگر ہم صرف اپنے خطے کا ہی ذکر کریں تو آزاد کشمیر کے دارالخلافہ مظفر آباد کے بانی سلطان مظفر خان ۱۰۶۲ھ حضرت عبداللہ بن عثمان کی اولاد میں سے آپکا شجرہ نسب امام کاشف سے ملتا ہے اور یہ پہلے رقوی سادات ہیں جو واردِ کشمیر ہوئے۔ امام کاشف، سلطان محمود غزنوی کے ہمراہ کشمیر آئے تھے۔ واپسی پر سلطان غزنوی نے امام کاشف کو ذمہ داری سونپ کر یہیں چھوڑ دیا تھا۔ انکے بعد یہ سلسلہ سلطان مظفر خان سے ہوتا ہوا ابھی تک چل رہا ہے۔

حضرت عبداللہؓ ہی کی اولاد کے سلسلے سے ایک بزرگ سید نور شاہ ہیں۔ اور حضرت عبداللہ ہی کی اولاد کے ایک اور سلسلے سے ملتان میں حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا کے صاحبزادے شیخ صدر الدین عارف کی زوجہ جو بی بی پاکدامن کے نام سے مشہور تھیں انکے والد سید جمال الدین محمد الفرغانی ہیں۔ جنکی قبر شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کے مزار کے احاطے میں موجود ہے۔

لہذا یہ کہنا کہ حضرت فاطمہؓ کے سوا حضور اکرم ﷺ کی دیگر بناتِ طاہرات کی اولاد کا سلسلہ نہیں چلا۔ قطعی غلط و لغو ہے۔

۴۔ چوتھی بات سیدنا حسن بن علیؓ کی ازواج کے ناموں کے ساتھ انکی تیسری زوجہ جعدہ بنت اشعث کے بارے میں یہ کہنا کہ اسی نے یزید بن معاویہ کے کہنے سے حضرت حسنؓ کو زہر دیا تھا ایک غیر مستند اور متنازعہ بات ہے۔ ایسی غلط روایتوں کو ۱۲ ربیع الاول کے موقع پر ایسے مضامین میں جگہ دینا غیر موزوں ہے۔

(بقیہ ص ۱۰ پر)

محمد اسلم
ربوہ

ناموسِ رسالت قانون ختم کرنے کی سازشیں کرنے والے خود ختم ہوجائیں گے

ہم اپنی جانوں پر کھیل کر بھی ناموسِ رسالت کی حفاظت کریں گے۔

مجلسِ احرارِ اسلام کے زیرِ اہتمام ربوہ میں منعقدہ سترہویں سالانہ سیرت کانفرنس سے حضرت سید عطاء المؤمن بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا محمد اسحٰق سلیمی، پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا محمد مغیرہ، مولانا ابوریحان سیالکوٹی، پروفیسر خالد شبیر احمد، پروفیسر طاہر الہاشمی، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد ارشاد، سید خالد مسعود گیلانی، قاری محمد یوسف احرار اور حافظ محمد کفایت اللہ کا خطاب

۱۱ ربیع الاوّل کی سہ پہر سرخپوشانِ احرار کے قافلے مختلف شہروں سے مسجد احرار ربوہ پہنچنا شروع ہوگئے تھے۔ ہر طرف سرخ ہلالی پرچم لہرا رہے تھے۔ غروبِ آفتاب کی سرخی اور سرخ پرچموں کے سنگم نے ایک حسین امتزاج پیدا کر دیا تھا۔ شام ڈھلتے ہی مسجد احرار کا ہال احرار کارکنوں سے بھر چکا تھا۔ تاج و تختِ ختمِ نبوت کے نعروں سے فضا گونج رہی تھی۔ نماز مغرب کی اذان بلند ہوئی تو احرار کارکن نماز کی تیاری میں مصروف ہوگئے۔ مسجد احرار اور مدرسہ ختمِ نبوت کے منتظم حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم نے نماز مغرب کی امامت فرمائی۔ ان کے حسنِ تلاوت سے خشوع و خضوع کی ایسی کیفیت پیدا ہوئی کہ ہر شخص محسوس کر رہا تھا جیسے وہ اپنے رب سے ہم کلام ہے۔ مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام ہر سال ۱۲ ربیع الاوّل کو سیرت النبی ﷺ کانفرنس منعقد ہوتی ہے ۱۱ ربیع الاول کی شام کو ہی ملک بھر سے احرار کارکن پورے جوش و خروش سے اس بابرکت اجتماع میں پہنچنا شروع ہوجاتے ہیں۔

حسبِ پروگرام بعد نماز مغرب کانفرنس کا آغاز مجلس ذکر سے ہوا اور تمام کارکن ذکرِ الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ لاالٰہ الااللہ کی ضربوں سے کافر دہل رہے تھے ان کے پاکیزہ نورانی کلمات سے ماحول منور تھا اور جسم و روح کو سکون مل رہا تھا۔ قائدِ تحریک تحفظ ختم نبوت حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ ایک روز قبل ہی مسجد احرار پہنچ گئے تھے۔ وہ بھی اس روحانی مجلس میں شریک تھے۔ ذکر کے اختتام پر حضرت پیر جی دامت برکاتہم

(خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ) نے ذکر الٰہی کی اہمیت، عقیدۂ توحید کی نورانیت اور عقیدۂ ختم نبوت کی عظمت و رفعت پر مختصر بیان فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک مسلمان کے لئے ذکر الٰہی کی توفیق سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں ہو سکتی۔ یہ روح کا علاج ہے۔ صوفیاء اور اتقیاء نے جن لوگوں کو ذکر الٰہی کا خوگر بنایا دراصل ان کے قلب و روح کا تزکیہ فرمایا۔ اور انہیں دین اسلام کی تبلیغ، تعلیم اور جہاد کے لئے تیار کیا۔ حضرت پیر جی مدظلہ نے قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہ، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ، حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر خانقاہ رائے

قادیانی علیحدگی پسند قوتوں کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔

پور کی دینی محنت اور روحانی تربیت کا تذکرہ فرمایا آخر میں آپ نے تمام اکابر خانقاہ رائے پور، اکابر احرار اور تمام مسلمانوں کے لئے ایصالِ ثواب کیا اور دعاء مغفرت فرمائی۔ یہ نشست تقریباً ۱ بجے اختتام پذیر ہوئی۔

اگلے روز نماز فجر کے بعد درس قرآنِ کریم کا اعلان ہوا۔ جامعہ فریدیہ اسلام آباد کے استاذ اور ممتاز عالم دین حضرت مولانا ابوریحان سیالکوٹی مدظلہ نے تقریباً ایک گھنٹہ درس قرآن کریم دیا۔ آپ نے توحید و ختم نبوت اور اسوۂ حسنہ کے موضوع پر قرآنِ کریم کی آیات سے مدلل گفتگو فرمائی۔ اور سامعین کے علم میں بے بہا اضافہ کیا۔ درس قرآن میں سامعین کا انہماک دیدنی تھا۔

ٹھیک گیارہ بجے کانفرنس کی تیسری اور آخری نشست کا آغاز ہوا۔ اس نشست سے محترم پروفیسر طاہر الہاشمی (حویلیاں، ہزارہ) پروفیسر خالد شبیر احمد، (فیصل آباد) مولانا محمد اسحق سلیمی۔ مولانا محمد ارشاد (خطیب جامع مسجد چیچہ وطنی) حافظ کفایت اللہ، قاری محمد یوسف احرار اور دیگر احباب نے خطاب کیا۔ کپتان غلام محمد صاحب، حافظ محمد داکرم صاحب، قاری شبیر احمد اور اکمل شہزاد نے نعتوں اور نظموں سے سامعین کو محظوظ کیا۔ کانفرنس میں جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن (فیصل آباد) کے مدیر اور قدیم احرار رفیق، ممتاز اہل حدیث عالم حضرت مولانا قاضی محمد اسلم سیف مدظلہ بھی شریک ہوئے۔ قاضی صاحب تشریف لائے تو اس وقت تیسری نشست کے آخری مقرر ابنِ امیر شریعت حضرت سید عطاء المؤمن بخاری کا خطاب آخری مرحلہ

ڈاکٹر مبشر احمد قادیانی کی گرفتاری، مرزائیوں کی ملک سے غداری کا تازہ ثبوت ہے۔

میں تھا۔ چنانچہ وقت کی قلت کے پیش نظر وہ خطاب نہ فرماسکے تاہم حضرت قاضی اسلم سیف مدظلہ نے نماز ظہر کی امامت فرمائی اور اپنی دعاؤں سے احرار کارکنوں کی حوصلہ افزائی کی۔ وہ فرمارہے تھے کہ "چاروں طرف سرخ قمیصوں" میں ملبوس احرار فداکاروں کو دیکھ کر مجھے انتہائی مسرت ہوئی اور آپ لوگوں نے احرار کے قدیم جلسوں کی یاد تازہ کر دی ہے۔"

اسی نشست میں مولانا محمد اسحق سلیمی اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ منکرینِ ختم نبوت کے خلاف جہاد، احرار کا طُرۂ امتیاز اور نصب العین ہے۔ جامع مسجد چیچہ وطنی کے خطیب مولانا محمد ارشاد نے کہا کہ سیرتِ رسول ﷺ اور اسوۂ صحابہؓ پر عمل کئے بغیر ہماری مشکلات میں کوئی کمی نہیں آسکتی۔ پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی نے کہا کہ مجلس احرار اسلام نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا حق اداء کر دیا ہے۔ محترم پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ قادیانی، اسلام، وطن اور قوم تینوں کے غدار ہیں۔ مجلس احرارِ اسلام ہر قیمت پر ان کا تعاقب جاری رکھے گی۔ انہوں نے کہا کہ ہم ایک شاندار ماضی، صاحب کردار اکابر اور تاریخ ساز کردار کے امین ہیں۔ احرار کارکن اپنی تاریخ کو محو نہ ہونے دیں گے اور حضور ﷺ کی ختم نبوت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے۔

❁ حکمران اور سیاست دان قادیانیت نوازی ترک کر دیں

مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر حضرت سید عطاء المؤمن بخاری نے کہا کہ ہم اپنی جانوں پر کھیل کر بھی ناموسِ رسالت ﷺ پر آنچ نہ آنے دیں گے ناموسِ رسالت قانون کو ختم کرنے کی سازشیں کرنے والے خود ختم ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی بیرونی آقاؤں کے اشارے پر علیحدگی پسند قوتوں کی پشت پناہی سرمائے اور اسلحہ کی فراہمی کے ذریعہ کر رہے ہیں۔ قادیانی گروہ یہودی استعمار کا کھلا ایجنٹ ہے۔ اسلام آباد کے کمپیوٹر ایکسپرٹ ڈاکٹر مبشر احمد قادیانی کی پاکستان کے ایٹمی اور خفیہ راز اسرائیل اور بھارت کو پہنچانے کے الزام میں گرفتاری اس کا منہ بولتا تازہ ثبوت ہے۔ جبکہ حکمران اور سیاست دان مسلسل چشم پوشی کر کے مرزائیوں کی اعانت کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے ناسور کے خاتمہ تک ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔ نماز ظہر کے بعد کارکن جلوس کی تیاری میں مصروف ہوگئے اور آناً فاناً ربوہ کی فضا سرخ پرچموں سے رنگین ہوگئی۔ خوبصورت بینر، کتبے اور جھنڈے تھامے سرخ قمیص میں ملبوس رضا کارانِ احرار قطاروں میں یمین و یسار کرتے جلوس بنا کر رواں دواں تھے۔ توحید و ختم نبوت کے نعروں سے مرزائیوں کو دعوت حق دے رہے تھے۔ جلوس کی قیادت ابن امیر شریعت سید عطاء المؤمن بخاری فرما رہے تھے۔ جلوس اقصیٰ چوک پر پہنچا تو شرکاء کے جذبات دیدنی تھے۔

❁ قادیانی گمراہی کے گڑھے سے نکل کر اسلام کے دامنِ رحمت میں پناہ لے لیں۔

احرار فدا کاروں کے چہرے نور ایمان سے چمک رہے تھے۔

یہاں کچھ دیر کے لئے جلوس رکا اور مسجد احرار ربوہ کے خطیب مولانا محمد مغیرہ یوں مخاطب ہوئے۔ قادیانی، منافقت اور جھوٹ کو چھوڑ کر اسلام قبول کر لیں یا پھر مسلمانوں کے ذِمّی بن کر رہیں۔ انہوں نے کہا

کہ مرزا غلام قادیانی نے اپنے آپ کو انگریز کا خود کاشتہ پودا کہا ہے۔ تم کیسے عقل مند ہو کہ ایسے شخص کو مصلح اور نبی مانتے ہو؟

مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکریٹری اطلاعات جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ ہم ربوہ میں امن و سلامتی کا پیغام لے کر آئے ہیں۔ ایمنیسٹی انٹرنیشنل کا پروپیگنڈہ سراسر کذب و افترا ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا

قادیانیو! گمراہی کے گڑھے سے نکل کر اسلام کے دامن رحمت میں آجاؤ۔

جلوس آگے روانہ ہوا۔ ربوہ کے بازار بند تھے اور قادیانی دائیں بائیں کھڑے ہو کر احرار زعماء کے

❁ اتباعِ رسول کے بغیر مسلمان کی زندگی نامکمل ہے۔

❁ مجلس احرار اسلام نے تحفظِ ختم نبوت کا حق اداء کر دیا ہے۔

خطبات سن رہے تھے۔ جلوس قادیانیوں کے ہیڈ کوارٹر "ایوان محمود" پہنچا تو اس کے عین سامنے سٹیج تیار تھا۔ ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے مدیر سید محمد کفیل بخاری نے یہاں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ربوہ میں امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کی کھلی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ حکومت اس قانون شکنی کا نوٹس لینے کی بجائے قادیانیوں کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہمیں کسی کی کچھ پروا نہیں۔ اکابر احرار نے ہمیں جس راہ پر گامزن کیا تھا ہم اس پر چلتے رہیں گے اور تحفظ ختم نبوت کی تحریک کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر دم لیں گے۔

"ایوان محمود" کے سامنے ابن امیر شریعت سید عطاء المؤمن بخاری نے جو روح پرور اور ایمان افروز خطاب فرمایا اس کا مکمل متن آئندہ صفحات میں قارئین ملاحظہ کریں گے۔

شاہ جی کے خطاب کے بعد جلوس ربوہ بس سٹاپ پہنچا۔ احرار کی موجودگی میں قادیانی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ یہاں سید خالد مسعود گیلانی نے مختصر خطاب میں کہا کہ سید خالد مسعود گیلانی نے رقت انگیز دعاؤں کے ساتھ جلوس کے اختتام کا اعلان کیا۔

مرزا طاہر پانچ منٹ میری آنکھوں سے آنکھیں ملا لے تو حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے گا۔

ایوانِ محمود ربوہ کے سامنے ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المؤمن بخاری کا مرزا طاہر کو چیلنج

۱۲ ربیع الاوّل کو مسجد احرار ربوہ میں سترویں سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس کے اختتام پر احرار کارکنوں نے حسبِ سابق ایک عظیم الشان جلوس نکالا۔ ابن امیر شریعت سید عطاء المومن بخاری مدظلہ نے ایوانِ محمود کے عین سامنے شرکاء جلوس سے ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔ جو قادیانیوں کے لئے دعوت حق ہے۔ ذیل میں اس اہم خطاب کا مکمل متن ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے (ادارہ)

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ، ولارسول بعدہ ولامعصوم بعدہ ولا امام بعدہ، ولاامۃ بعد امتہ وصلی اللہ تبارک و تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وابنائہ وبناتہ وذریاتہ واتباعہ اجمعین۔ اما بعد فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا آخرا لانبیاء وانتم آخرالامم وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی اوکماقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کماصلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علی محمد وعلی محمد کا بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراہیم ان حمید مجید۔

معزز سامعین کرام، جانسپارو! سرفروشو! دین کے فداکارو محمد ﷺ کی ختم نبوت پر جان دینے والو، احرار جگردارو! تم لائق صد افتخار ہو کہ اللہ نے تمہیں یہ توفیق عطا فرمائی کہ اس کے برگزیدہ وفرستادہ سید الاولین والاخرین مولائے کائنات فخر موجودات محمد مصطفی احمد مجتبی خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت کے پھریرے اس سرزمین پر تم نے لہرائے۔ اس کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے اپنا خون، اپنی جان اور آبرو تک لٹا دو۔ یہی مسلمان کا اثاثہ ہے، یہی دنیا و آخرت کی فلاح و نجات کا ذریعہ ہے۔

سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے پہلی بات یہ کہ دنیا میں صرف ایک ہی ذات ایسی ہے جو حیات

انسانی کے لئے ہمہ جہت کامل واکمل نمونہ ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی ذات، کوئی شخصیت، تھی، نہ ہے اور نہ آئندہ ہو سکتی ہے۔ جو کامل ہو، اکمل ہو، زندگی کے معمولی سے معمولی عمل اور حرکت سے لیکر اقتدار اور جہانبانی کے اصول، سب کچھ سرور عالم ﷺ کی ذات میں جمع فرما کر، کامل اکمل بنا کر اللہ نے بنی نوع انسان کو ایک ھادی اور رہبر عطا فرمایا۔ قرآن مجید کی جو آیت کریمہ اللہ پاک نے تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرمائی، اللہ اسمیں یہ بات فرمارہے ہیں کہ "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" بے شک تحقیق محمد ﷺ کا اسوہ، طرز زندگی، آپ کا رہن سہن، آپ کی زندگی کے رویئے ہی تمہارے لئے سب سے اعلیٰ وارفع ہیں۔ انہی کی زندگی میں تمہارے لئے طرز زندگی ہے۔ لیکن یہ نمونہ کس کے لئے ہے؟ ان اہل ایمان کے لئے ہے جو آخرت پر یقین کامل رکھتے ہیں۔ ان اہل ایمان کے لئے ہے جو اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں۔ ذکر کے کثرت کا معنی اور مفہوم وہ نہیں کہ جو ہم وضع کئے پھرتے ہیں اور اختیار کیا ہوا ہے۔ یہاں ذکر کی کثرت کا مطلب زندگی کے تمام امور کو سرانجام دینے کے لئے ہدایات کو مد نظر رکھتے ہیں ان اہل ایمان کو صرف ایک

میں مرزائیوں کو دعوت اسلام دیتا ہوں میرے نانا ﷺ کے قدموں میں آجاؤ، دنیا کی تمام قیدوں سے آزاد ہو جاؤ گے

ہی ذات کامل واکمل نظر آئیگی جس کا نام نامی اسم گرامی ہے محمد ﷺ..... حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ میں سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ ایک اللہ کے علاوہ کائنات کی تمام طاقتوں کا انکار اور ایسا انکار کہ پھر ان کے ساتھ کسی بھی قسم کا رشتہ باقی نہ رہے۔ ایک اللہ کے علاوہ دنیا نے جتنے حاکم اور معبود بنا رکھے ہیں ان سب کا کلیتاً انکار۔ اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے اس پہلے طرز عمل کو جب تک دنیا میں کوئی انسان کلمہ پڑھنے کے بعد قبول نہیں کرتا۔ اس کو مسلمانوں کی صف میں قطعاً شامل نہیں کیا جاسکتا۔ مسلمان ہونے کے لئے یہ لازم ہے کہ اللہ کی حاکمیت کے علاوہ تمام بادشاہوں اور تمام حاکموں کا باغی بن جائے۔ اگر وہ اللہ کی حاکمیت کے ہوتے ہوئے کسی اور کی حاکمیت کو کسی بھی درجے میں قبول اور تسلیم کرتا ہے تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ سرور عالم ﷺ نے اپنی تئیس برس کی محنت شاقہ سے سب سے پہلی مسلمانوں کی جماعت، امت مسلمہ کا سب سے پہلا گروہ، اسلامی ریاست کے سب سے پہلے باشندے، اسلامی معاشرے اور اسلامی تہذیب و تمدن، ثقافت، اور کلچر کا سب سے پہلے نمونہ صحابہ کرام کی جماعت کی شکل میں پیش کیا۔ صحابہ کرامؓ نے سب سے پہلے اسی کردار کو زندہ کیا۔ اسی کردار کو قبول کیا جس کردار کا اعلان سرور عالم ﷺ نے فاران کی چوٹیوں پر کھڑے ہو کر کیا۔ آج اگر کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے، اور اس کے دل میں اللہ کے علاوہ کسی کا ڈر اور خوف بھی موجود ہے تو خدا اس کو ایمان والوں میں شامل کرنے کے لئے قطعاً تیار نہیں۔

میں اپنے آپ کو نبی ﷺ کے غلاموں کے غلاموں کی جوتی کو لگی ہوئی خاک کے برابر بھی نہیں سمجھتا لیکن عظمت محمد ﷺ رب محمد ﷺ اور عظمت محمد ﷺ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ دنیا کے کسی خطے میں لیجاؤ، مجھے الیکٹرک چیئر پر بٹھا دو، زہر کا پیالہ میرے ہاتھ میں دیدو، مجھے تختہ دار پر لٹکا دو، میں یہی اعلان کروں گا کہ خدا وند قدوس کے دیئے ہوئے نظام کے علاوہ کائنات کے تمام نظام باطل ہیں۔ جو آدمی اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اپنی حفاظت کے لئے کفار سے مدد طلب کرتا ہے اس کے متعلق فیصلہ کرو، اپنے ضمیر میں جھانکو، اے ربوہ کے باسیو! مرزا طاہر کو اسی ایوان میں بلاؤ، میرے ہاتھ پاؤں باند دو، سیدھے نہیں الٹے باندھ دو، میرا منہ بھی بند کر دینا، اس کو کہو کہ پانچ منٹ میری آنکھ میں آنکھ ڈال لے یہیں حق اور باطل کا فیصلہ ہو جائے گا۔ میں بخاری کا بیٹا اکیلا آؤں گا، تم برطانیہ امریکہ کی فوج ساتھ لیکر آنا۔ میں پیدل آؤں گا تم

❄ تم نے برطانیہ و امریکہ سے تحفظ کی بھیک مانگی ہے۔

میرا جوتا بھی برطانیہ سے پناہ نہیں مانگتا

❄ مجھے کلنٹن مل جائے تو میں اپنی جوتی سے اس کی ٹھتھنی توڑ دوں گا

پاجیرو اور ہوائی جہاز پر بیٹھ کر آنا میں کھدر پہن کر آؤں گا تم ریشم و حریر پہن کر آؤ۔
تم ساری دنیا کی لذتوں سے بھرپور کھانے کھا کر آنا میں روزہ رکھ کر آؤں گا۔ فیصلہ ہو جائے گا۔
تم آؤ! چھٹے منٹ میں فیصلہ ہو گا۔ میرا اللہ ساتواں منٹ نہیں آنے دے گا۔ میرا اللہ وہ ہے جو ہمیں محمد ﷺ نے سب سے قوی اور سب سے عظیم ہے تلاش کر کے دیا ہے۔ برطانیہ نے تلاش کر کے نہیں دیا۔ امریکہ کے سائنس دانوں کی دریافت نہیں ہے۔ یہ محمد ﷺ کا دیا ہوا رب ہے۔

ربوہ والو! ہم یہاں تمہیں ذلت دینے کے لئے نہیں آئے۔ بلکہ عزت دینے کے لئے آئے ہیں۔ میں تمہیں اپنے نانا ﷺ کے اسوہ کے مطابق دین کی دعوت دیتا ہوں کہ آؤ میرے نانا ﷺ کے قدموں میں، ان کے دین پر آجاؤ۔ ان کا کلمہ پڑھ لو۔ ان کی غلامی کا طوق پہن لو۔ دنیا کی تمام قیدوں سے آزاد ہو جاؤ گے۔ تم بہادر بن جاؤ گے۔ تم بے پناہ ہو جاؤ گے۔ تمہیں کسی فوج کی ضرورت نہیں ہو گی۔ تم درخواستیں نہیں دو گے۔ تم رات کو آرام سے سوؤ گے۔ اللہ تمہارے ناموس کا تحفظ کرے گا۔ تمہیں برطانیہ سے تحفظ کی بھیک مانگنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ میں کیا میرا تو جوتا بھی برطانیہ سے پناہ نہیں مانگتا۔ مجھے امریکی مل جائے تو میں اس جوتی سے کلنٹن کی تھوتھنی توڑ دوں گا۔

احرار، تمہارے دشمن نہیں خیر خواہ ہیں۔ احرار، یہودیوں عیسائیوں اور مشرکوں کافروں کے دشمن ہیں۔ جنہوں نے تمہیں گمراہ کر کے تمہارا ایمان لوٹ لیا ہے۔ ہم تمہیں کفار کی غلامی سے نکلنے اور نبی کریم ﷺ کی

غلامی قبول کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ تم سمجھتے کیوں نہیں ہو؟ چلو ایک ہفتہ ہمارے کہنے پر تجربتہً گزار کے دیکھ لو۔ اگر مزا آئے تو ہمارے ساتھ آجانا ورنہ تمہارا مقدر!

اپنا اپنا ہے مقدر، اپنا اپنا ہے نصیب
ہو گیا کوئی مسلماں، کوئی مرزائی بنا

حضور ﷺ کا اسوہ یہی ہے کہ دنیا کے ہر اس انسان کے پاس جاؤ جو جہنم کی طرف بھاگ رہا ہے۔ اس کا رخ موڑو اس کو جنت کی طرف لاؤ۔ اس کو اپنے اصل گھر کی طرف لاؤ۔ انسان کا اصل گھر جہنم نہیں جنت ہے۔ یہ جہنم میں جاتا ہے تو ایسی ہی بغاوتیں کر کے۔

محمد ﷺ کے طریقے کو چھوڑ کر جب کفار کے طریقے پر انسان چلتا ہے تو پھر سیدھا جہنم میں جاتا ہے۔

"وان هذا صراطى مستقيماً فاتبعوه ولاتتبعو السبل فتفرق بكم عن سبيله"

اور حکم کیا یہ راہ ہے میری سیدھی۔ سو اس پر چلو اور مت چلو اور راستوں پر کہ وہ تم کو جدا کر دیں گے اللہ کے راستے سے۔ (الانعام آیت: ۱۵۳)

میں تختہ دار پر بھی یہی کہوں گا کہ اللہ کے دئیے ہوئے نظام کے علاوہ کائنات کے تمام نظام باطل ہیں

اللہ فرماتے ہیں کہ بے شک میرا راستہ سیدھا راستہ ہے۔ محفوظ و مامون راستہ ہے۔

دوسرے راستے پر مت جاؤ تباہ ہو جاؤ گے، تفرقہ میں پڑ جاؤ گے۔ قادیانیو! ہم اپنے نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے تمہارے گھر تک آئے ہیں، تمہیں دین کی دعوت دینے آئے ہیں۔ اللہ، دین اسلام تمہارے نصیبوں میں لکھ دے (آمین) ہم اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر التجا کریں گے کہ اللہ یہاں تک تو ہم لے آئے ہیں دلوں کے تالے تیرے قبضہ میں ہیں تو کھول دے۔ اس کی طاقت تجھ کو ہے ہمیں نہیں۔ پھر تمہاری مرضی کہ تم ابو بکرؓ کی طرح کلمہ پڑھ کے آجاؤ۔ یا ابولہب کی طرح اڑ جاؤ۔ اس فیصلے کا اختیار تمہارے پاس ہے۔

اللہ نے اپنے حکم کے ذریعے کچھ فیصلے انسان کو کرنے کا اختیار دیدیا ہے۔ انسان اپنے ارادے اور اپنے عمل سے جنت یا جہنم میں جاتا ہے۔ جب اللہ نے کہہ دیا کہ بنی نوع انسان کے لئے زندگی کے تمام امور کو سرانجام دینے کے لئے بہترین اور کامل و اکمل نمونہ محمد علیہ الصلواۃ والسلام کی ذات میں ہے، ان کی زندگی کے تمام اعمال میں ہے۔ اگر مرزا کو نبی مانو گے تو پھر تمہیں اس کے طریقے پر چلنا ہوگا۔ جس کو نبی ما جائے تو پھر ماننے والے کے لئے فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اسی کے طریق پر چلے۔

تم مجھے یہ بتاؤ محمد علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی ساری زندگی میں کسی ایک کافر بادشاہ کو حکومت کی ترقی، اور امداد کے لئے خط لکھا؟

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے زمانے کی سب سے بڑی سلطنت اور ان کے زیر سایہ رہنے والی تمام چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کے بادشاہوں کو دین کی دعوت دی کہ

اسلم تسلم

ہمارا دین قبول کر لو اور مسلمان بن جاؤ۔ تم حفاظت میں آجاؤ گے، تم پناہ میں آجاؤ گے۔ نہیں تو جزیہ دو، ہم تمہاری حفاظت کریں گے۔ اس حفاظت کا تمہیں ہم کو جزیہ دینا ہو گا۔ اگر یہ نہیں تو پھر نبی نے فرمایا ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ تلوار کرے گی۔ یہ ہے ہمارے نبی کی شان۔

تمہارا نبی درخواستیں دیتا ہے۔ ایک حکومت برطانیہ اور پھر عورت کو، ملکہ وکٹوریہ کو، بڑے ہی افسوس کی

مرزا طاہر! تم اسی ایوانِ محمود میں آجاؤ!

تم برطانیہ کی فوجوں کی حفاظت میں آؤ میں بخاری کا بیٹا اکیلا آؤں گا تم دنیا بھر کے کھانے کھا کر آؤ، میں روزہ رکھ کر آؤں گا، تم پاجیرو میں بیٹھ کر آؤ، میں پیدل آؤں گا تم میرے ہاتھ پاؤں باندھ دو اور منہ پر پٹی باندھ دو مگر تم میری آنکھوں سے آنکھیں ملا لو میرا خدا چھ منٹ میں فیصلہ کر دے گا۔

بات ہے۔

نبی اللہ کا نمائندہ ہوتا ہے، اس زور والے خدا کا نمائندہ، ڈرتا ہے اللہ کی مخلوق سے۔ پناہ مانگتا ہے کفار و مشرکین سے؟ ان کی ایک عورت سے؟ جس کے متعلق ایک انگریز نے لکھا ہے کہ ملکہ کے تین سو یار تھے۔

اس خبیثہ کو یہ مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ تو زمین کا نور ہے۔ اور پھر دعویٰ نبوت کا کرتے ہیں، استغفراللہ! نبوت تو بہت بڑی بات ہے۔ آئیں میں تمہیں نبی کریم ﷺ کے غلاموں کے ایمان، یقین اور جرأت کا صرف ایک واقعہ سناتا ہوں۔

حضرت عقبہ بن نافعؓ مصر کے فاتح ہیں، مراکش تیونس الجزائر کو فتح کیا ہے جب علاقوں کے علاقے فتح کرتے ہوئے شمالی افریقہ پہنچے تو وہاں بربر قبائل کچھ منافقانہ روش رکھتے تھے لشکر ساتھ تھا۔ رات ہو گئی، صحابہ نے اور ساتھیوں نے عرض کی کہ حضرت آبادی میں قیام کرتے ہیں۔ فرمانے لگے نہیں مجھے ان پر اعتماد نہیں ہے۔ سامنے ایک بہت بڑا گھنا جنگل تھا۔ وہ جنگل اپنی خوفناکی، اپنے درندوں، ڈسنے والے اور کاٹنے والے کیڑوں مکوڑوں کے لئے مشہور تھا۔ اس جنگل کو کبھی کسی انسان نے عبور نہیں کیا، فرمانے لگے میرا جی چاہتا ہے کہ اس جنگل کو کاٹ کے یہیں شہر بناؤں۔

علاقے کے لوگ آئے۔ کہنے لگے کہ مسلمانوں کی شامت آگئی ہے۔ یہ دنیا فتح کرتے کرتے مغرور ہو گئے ہیں۔ ہم صدیوں سے یہاں رہتے ہیں، ہمارے آباؤ اجداد جنگل کے اس کنارے سے دوسرے کنارے تک نہیں گئے مگر یہ کہتے ہیں کہ شہر بسائیں گے۔ ساتھیوں نے بھی منع کیا، فرمانے لگے نہیں۔ لشکر میں موجود صحابہؓ کو بلوالیا۔ سب کو بلا کر کہا کہ آپ وضو کر کے دعا کیجئے۔ نفل پڑھے۔ سب لشکر نے مل کر دعا مانگی۔

حضرت عقبہ بن نافعؓ جنگل کے کنارے پر کھڑے ہو کر کہا

"ایھا اسباع والحشرات"

اے جنگل کے درندو، اے کیڑے مکوڑو، ڈسنے اور کاٹنے والو! ہم محمد ﷺ کے غلام ہیں۔

ارحلوا عنا فانا نازلون

تم یہ جنگل چھوڑ کر چلے جاؤ ہم یہاں قیام کرنا چاہتے ہیں۔

فمن وجدناہ بعدہ

کہ اگر اس کے بعد ہمیں تم میں سے کوئی جنگل میں نظر آیا "قتلناہ" ہم اس کو مار دیں گے۔ تو پھر علاقے کے لوگوں نے دیکھا کہ پھر تمام چرند پرند، چوپائے، حشرات اپنی اولادوں کو منہ میں دبا کر جنگل چھوڑ کر چلے گئے۔

تم نبی کی بات کرتے ہو تم مرزا طاہر کے متعلق کہتے ہو کہ نبی زادہ ہے جس نے برطانیہ سے پناہ مانگی۔ پھر

کبوتر با کبوتر باز با باز

❖ مرزا قادیانی برطانوی نبی تھا اسی لئے اس کا پوتا برطانیہ کی آغوش میں پناہ گیر ہے

❖ اگر تم سچے ہوتے تو مرزا طاہر مدینہ میں پناہ لیتا !

جو جس کا ہوتا ہے وہی اس کی حفاظت کرتا ہے

محمد ﷺ اور دیگر تمام انبیاء اللہ کے فرستادہ تھے، اللہ نے فرمایا

"یا ایھا الرسول بلغ ماانزل الیک من ربک۔ وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ" واللہ یعصمک من الناس۔

اے رسول پہنچا دے جو تجھ پر اترا تیرے رب کی طرف سے اور اگر ایسا نہ کیا تو تو نے کچھ نہ پہنچایا اس کا پیغام اور اللہ تجھ کو بچا لے گا لوگوں سے (المائدہ آیت:۶۷)

لوگوں کی سازشوں اور ان کے مکروحیلہ سے بچانا میرا کام ہے۔ آپ کی ذمہ داری بھی میں نے لگائی ہے۔ اور تمام مصیبتوں اور مشکلات سے نجات دینا بھی میرا کام ہے۔

اگر مرزا غلام قادیانی برطانیہ کا نبی نہیں تھا تو اس کا پوتا وہاں کیوں گیا بیٹھا ہے؟ مکہ کیوں نہیں گیا؟ مدینہ کیوں نہیں گیا۔ یہ مدینہ جا کے رہے تو میں بھی چندہ کروا دیتا ہوں یہیں سے مرزا طاہر اگر سچا ہے، سچے دادے کا پوتا ہے تو مدینہ جا کے رہے۔

یہ اگر سچا ہوتا تو مدینے جاتا۔ مکے جاتا۔ کعبۃ اللہ کا غلاف پکڑ کر روتا۔ بھیک مانگتا..... اور یہ نہیں ہوسکتا اس لئے کہ تو جھوٹا، کذاب ہے۔ تو برطانیہ کا بھیجا ہوا، اسی کے مفادات کا امین ہے۔

اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو ماننے والا تمام طاقتوں سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تک رسائی کا ذریعہ صرف ایک ہے۔ اور وہ ہیں محمد علیہ الصلوۃ والسلام

اگر اللہ کو سرور عالم ﷺ کی ذات گرامی کے علاوہ کسی اور کا طریقہ، مقبول و محبوب ہوتا تو محمد ﷺ کو تاج ختم

مرزائی پاکستان میں عیسائی اقلیت کو آلہ کار بنا کر مسلمانوں سے لڑانا چاہتے ہیں

نبوت نہ پہناتا۔ یہ دلیل ہے ختم نبوت کی۔ بتاؤ! اگر کوئی شخص وضو نبی ﷺ کے طریقے پر نہیں کرتا تو اس کا وضو ہوا؟ نماز رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر نہیں پڑھتا تو نماز ہوئی؟

اور جو نبی ﷺ کے سارے دین کو تبدیل کر دے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔ نبی فرمائیں

"الجهاد ماض الىٰ يوم القيامه۔"

جہاد کی فضیلت اللہ نے قرآن میں اس عمل کو عظمت والا کہا ہے۔ اور یہ توفیق اللہ جس کو چاہے دے۔

يجاهدون فى سبيل الله ولا يخافون لومة لائم ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء

لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور ڈرتے نہیں کسی کے الزام سے یہ فضل ہے اللہ کا دے گا جسکو چاہے (المائدہ آیت: ۵۴)

تم کہتے ہو جہاد حرام ہے۔ برطانیہ، امت مسلمہ کا قاتل امت کی بہو بیٹیوں کی عزت آبرو کو پامال کرنے والا، مسلمانوں کی وحدت کو ختم کرنے والا، ان میں تفرقہ بازی کرنے والا، تمہارے نبی کو جنم دینے والا اس کی اطاعت واجب ہے.....؟

اے قادیانی نوجوانو! خدا کے لئے سوچو! رات کو تنہائی میں دو نفل پڑھو، سچے دل سے دعا مانگو کہ اللہ ہم پر حق واضح فرما اللہ تم پر حق کو واضح کریں گے۔ (بقیہ ص ۳۲ پر)

ماضی کے جھروکے سے

شیخ عبدالمجید احرار امرتسری، گوجرانوالہ

حضرت امیر شریعت کی احرار رضا کاروں سے محبت

ایثار و وفا سے بھرپور ایک تاریخی واقعہ

قیام پاکستان کے بعد لائل پور (اب فیصل آباد) میں ایک دینی مدرسہ "اشرف المدارس" کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ جو دینی حلقوں میں خاصا نامور مدرسہ تھا۔ (یہ مدرسہ اب بھی موجود ہے اور معلوم نہیں کس حال میں ہے؟)

مدرسہ ھٰذا کے سالانہ اجلاس بڑے ٹھاٹھ سے ہوتے۔ ملک کے نامور علماءِ کرام تشریف لاتے جن میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری۔ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی۔ مولانا محمد علی جالندھری اور مولانا احتشام الحق تھانوی وغیرھم تین دن تک لائلپور میں علم و عرفان کے موتی لٹاتے۔

سن یاد نہیں ایک دفعہ حسب معمول اشرف المدارس کا سالانہ جلسہ تھا جس میں دیگر علماء کرام کے علاوہ آخری روز حضرت امیر شریعت کا بیان ہونا تھا۔ (احرار کارکن حضرت امیر شریعت کو شاہ جی کہہ کر پکارتے)

شاہ جی ایک روز پیشتر تشریف لے آئے۔ گو مجلس احرار کا اس جلسہ سے کوئی رسمی تعلق بھی نہ تھا۔ تاہم کارکن شاہ جی کو ملنے کے لئے محلہ گورونانک پورہ جہاں مدرسہ ھذا کی طرف سے شاہ جی کے آرام و قیام کا انتظام تھا پہنچ رہے تھے! دوسرے روز بہت سے رضا کار جلسہ گاہ میں پہنچ گئے اور سالار شہر امان اللہ (مرحوم) کے زیر ہدایت جلسہ کے انتظام و انصرام میں مصروف ہوگئے۔ یہ صرف شاہ جی کے ساتھ عقیدت و محبت کی وجہ سے تھا! ورنہ جلسہ کی انتظامیہ یا مدرسہ ھٰذا کی طرف سے کوئی ذمہ داری ان پر نہ تھی۔ بہر حال جلسہ گاہ سے اینٹ پتھر ہٹانے اور دریاں بچھانے میں مصروف تھے۔ کہ اشرف المدارس کی انتظامیہ کے ایک معزز رکن تشریف لے آئے اور آتے ہی سالار امان اللہ مرحوم کے ساتھ تحقیر آمیز لہجہ میں گفتگو شروع کر دی!

"اک تے ایہہ احراری شاہ جی نوں ویکھدیاں ای پتہ نئیں کتھوں ٹپک پیندے نیں۔ نہ کسے نے سدیا نہ پچھیا" وغیرہ وغیرہ!

ایک تو احرار والے شاہ جی کو دیکھتے ہی پتہ نہیں کہاں سے ٹپک پڑتے ہیں نہ ہم نے بلایا نہ پوچھا۔

ایسی ہی اور دو چار سخت سست باتیں کہیں سالار صاحب نے وِسل دیا اور تمام رضا کار اکٹھے ہوگئے۔ سالار صاحب نے حکم دیا تمام رضا کار جلسہ گاہ سے نکل جائیں۔

تمام رضا کار فوراً جلسہ گاہ سے نکل کر اپنے اپنے کام پر روانہ ہوگئے۔

یہ تمام ماجرا پروفیسر (اس وقت طالب علم) عبدالرحمن شاکر دیکھ رہے تھے وہ بھی رضاکاروں کا ہاتھ بٹانے کو کھڑے ہو گئے تھے۔ شاکر صاحب کا خاندان جالندھر سے ہجرت کر کے لائل پور رہائش پذیر ہوا۔ پورا خاندان احرار اسلام کا گرویدہ ہے! شاہ جی کا جب بھی لائل پور (فیصل آباد) آنا ہوا عبدالرحمن شاکر اکثر خدمت میں حاضر رہتا اور شاہ جی بھی بہت شفقت فرماتے!

سالار امان اللہ اور رضاکار جا چکے تو عبدالرحمن شاکر سیدھا شاہ جی کے پاس پہنچ گیا اور جاتے ہی تمام واقعہ من و عن کہہ سنایا۔ سنتے ہی شاہ جی کے ماتھے پر شکن آگئی اور پوچھا عبدالرحمن یہ جو تو نے واقعہ سنایا ہے یہ ایسے ہی ہوا ہے۔

اس نے کہا شاہ جی میں وہیں موجود تھا میرے سامنے ایسا ہی ہوا ہے۔

شاہ جی نے فرمایا پھر میرا بستر باندھو اور تانگہ لاؤ دفتر چلتے ہیں۔

چنانچہ شاکر صاحب نے بستر باندھا اور تانگہ لے آئے۔ شاہ جی سوار ہوئے اور دفتر مجلس احرار اسلام میں جا کر مقیم ہو گئے آناً فاناً یہ خبر مدرسہ اشرف المدارس پہنچ گئی کہ شاہ جی ناراض ہو کر چلے گئے ہیں اب تو بھگدڑ مچ گئی جلسہ کے انعقاد کا اعلان بذریعہ اشتہار کئی روز پہلے ہو چکا تھا مقامی پریس میں بھی خبر آ چکی تھی۔ منادی بھی دو روز سے ہو رہی تھی کہ حضرت امیر شریعت بعد نماز عشاء خطاب فرمائیں گے۔

عصر کے بعد یہ واقعہ ہوا مدرسہ ھٰذا کی انتظامیہ کرتا دھرتا لوگ دفتر مجلس احرار اسلام پہنچ گئے۔ اور شاہ جی کی منت سماجت کرنے لگے کہ شاہ جی ایک آدمی کی غلطی کی سزا سب کو نہ دیں! اور معاف فرما دیں۔

شاہ جی نے فرمایا بھائی میں مجلس احرار اسلام کا ایک ادنٰی رضاکار ہوں اس سے زیادہ جماعت میں اپنی کوئی حیثیت نہیں سمجھتا اور جہاں جاتا ہوں مقامی جماعت کے ماتحت ہوتا ہوں۔ اور اپنے سالار کا حکم بردار، تم نے میرے آفیسر کی، بے عزتی کی میں کیسے برداشت کر سکتا ہوں۔

امان اللہ سالار نے حکم دیا کہ تمام رضاکار جلسہ گاہ سے نکل جائیں تو میں بھی اپنے آپ کو اس حکم کا پابند سمجھتا ہوں۔ لٰہذا اب سالار صاحب ہی حکم دیں گے تو تقریر ہو گی ورنہ نہیں!"

یہ سنتے ہی مدرسہ کی انتظامیہ والے شہر میں سالار امان اللہ کو تلاش کرنے لگے جہاں جہاں ان کے ملنے کے امکانات تھے ڈھونڈا گیا لیکن وہ نہ ملے!

جیسے جیسے وقت گزرتا رہا پریشانی بڑھتی گئی آخر کار کسی نے کہا کہ سالار صاحب کے بہنوئی حافظ عبدالخالق صاحب (جو کہ جامع مسجد کچہری بازار کے امام بھی تھے اور کچہری بازار میں ہی جنرل سٹور کھول رکھا تھا) سے دریافت کرتے ہیں شاید انکے ہاں چلے گئے ہوں۔

چنانچہ سب مل کر انکے پاس گئے اور امان اللہ صاحب کا دریافت کیا۔ تو حافظ صاحب نے کہا کہ امان اللہ صاحب کبھی کبھار آتے ہیں دو چار منٹ رُکتے ہیں خیریت دریافت کی اور چلے گئے آج بھی عصر کے وقت آئے تو تھے شاید ابھی گھر میں ہوں یا چلے گئے ہوں پتہ کر لیتے ہیں! ویسے خیریت تو ہے آپ لوگ باجماعت

امان اللہ کی تلاش میں ہو؟

انہوں نے واقعہ کہہ سنایا اور خوشامدانہ لہجے میں التجا کی کہ آپ امان اللہ سے ہماری سفارش کر دیں۔ اور وہ شاہ جی سے ہمیں معافی دلا دیں یہ آپکا بہت بڑا احسان ہو گا۔ اگر شاہ جی نے تقریر نہ کی تو شہر میں ہم نکو بن جائیں گے اور مسلک دیو بند سے تعلق رکھنے والوں کی سبکی الگ ہو گی۔

خدارا کچھ کریں۔ حافظ صاحب سن کر بہت ہنسے اور کہنے لگے آپکو پتہ نہیں یہ احراری بڑے غیرت مند لوگ ہیں۔ یہ عزت نفس کے معاملہ میں یا اصول کی خاطر نفع نقصان کی پرواہ نہیں کرتے۔ چھوٹے سے چھوٹا کارکن بھی بڑے سے بڑے آدمی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ بہر حال چلیں گھر میں پتہ کرتے ہیں۔ گھر گئے تو امان اللہ صاحب تشریف رکھتے تھے بیٹھک میں بیٹھ کر بات ہوئی تو امان اللہ صاحب نے پٹھے پر ہاتھ ہی نہ رکھنے دیا اور کہا کہ میاں ہم تو ٹکے ٹکے کے رضاکار ہیں اور آپ سرمایہ دار اور عزت دار لوگ ہیں غریب خانے پر کیسے چلے آئے! انہوں نے ہاتھ باندھ کر کہا امان اللہ صاحب ہماری غلطی معاف کر دیں اور ہمارے ساتھ چلیں۔ شاہ جی دفتر احرار میں آگئے ہیں اور تقریر کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے اب آپ ہی شاہ جی کو تقریر پر راضی کر سکتے ہیں۔ جب تک آپ نہ کہیں گے شاہ جی تقریر نہیں کریں گے اور جلسہ نہیں ہو گا اس سے مکتب دیو بند کا مسلک رکھنے والوں کی سبکی ہو گی اور مخلوق خدا فیض بخاری سے بھی محروم رہے گی۔ خدا کے لئے اب مان جائیں حافظ عبدالخالق صاحب نے بھی زور دیا اور کہا کہ اب بہت ہو گئی ہے۔ ان کو اچھا سبق مل گیا ہے آئندہ محتاط رہیں گے! احرار اتنے تھپیڑے کھانے کے باوجود منظم اور جماعتی طور پر زندہ کیوں ہیں؟

شاہ جی جن کی ایک جھلک دیکھنے یا مصافحہ کرنے کے لئے لوگ سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ وہ ایک معمولی رضاکار کی عزت نفس کو مجروح ہوتے برداشت نہیں کرتے۔ یہی وہ یگانگت اور مساوات کی روح ہے جو انہیں ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہے! اور یہی انکی جماعتی زندگی کا سبب ہے! بہر حال امان اللہ صاحب آپ انکے ساتھ شاہ جی کے پاس جائیں اور شاہ جی کو تقریر کے لئے راضی کریں۔ وقت کافی ہو گیا ہے لوگ تو جلسہ گاہ میں آنا شروع ہو گئے ہوں گے چلئے میں بھی ساتھ چلتا ہوں۔

جب دفتر احرار میں پہنچے تو شاہ جی اپنے پروانوں میں گھرے بیٹھے تھے۔

امان اللہ نے سلام عرض کیا تو شاہ جی نے اٹھ کر معانقہ کیا، پاس بٹھایا اور پوچھا کیا واقعہ ہوا تھا؟

ابھی امان اللہ کچھ کہنے ہی والے تھے کہ مستری عبدالرشید نے اٹھ کر کہا کہ شاہ جی! میرا ہی دماغ خراب ہو گیا تھا میں پھر معذرت خواہ ہوں!

اب اس معاملہ کو یہیں ختم کریں۔

(واضح ہو کہ مستری عبدالرشید ہی وہ رکن انتظامیہ مدرسہ مذکورہ تھے جن سے تلخ کلامی ہوئی)

شاہ جی نے فرمایا!

"آپ لوگ ان کو کیا سمجھتے ہیں؟ یہ رضا کار تو قوم کی آبرو ہیں۔ انہیں دیکھ کر دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ انکا جذبۂ جہاد ہی تو مجھے لئے پھرتا ہے۔ مجھے تو زادِ راہ بھی ملتا ہے خدمت بھی ہوتی ہے لیکن رضا کار تو محض اللہ تعالی کی خوشنودی کے لئے تن من دھن نچھاور کرنے کو تیار رہتے ہیں۔"

کاش پوری قوم کے نوجوانوں میں یہی جذبہ جہاد پیدا ہو جائے تو پاکستان پوری دنیا کی رہنمائی کر سکتا ہے!

اور پھر یہ واقعہ جلسہ عام میں بھی کچھ سنایا اس سے نہ صرف ہم رضا کاروں کے حوصلہ بڑھے بلکہ بہت سے نوجوان احرار کے رضا کارانہ نظام میں شامل ہو کر جماعتی تقویت کا باعث بنے۔ *

اب ڈھونڈ انہیں چراغِ رخِ زیبا لیکر۔

---

* اسی نوعیت کا ایک واقعہ قصور میں بھی پیش آیا۔ شاہ جی ایک مدرسہ کے جلسہ میں تقریر کے لئے تشریف لائے۔ شاید یہاں بھی جلسہ کی انتظامیہ نے احرار رضا کاروں سے کوئی ایسی ہی بد تمیزی کی۔ جونہی شاہ جی مائک پر تشریف لائے تو جلسہ گاہ سے ایک احرار رضا کار نے کھڑے ہو کر شاہ جی کو یوں مخاطب کیا۔

رضا کار: شاہ جی، آپ یہاں اپنی مرضی سے تقریر کے لئے آئے ہیں یا جماعت کے نظم کے پابند ہیں؟

شاہ جی: میں جماعت کے نظم کا پابند ہوں۔

رضا کار: تو پھر جماعت کا فیصلہ یہ ہے کہ آپ یہاں تقریر نہیں کریں گے۔

شاہ جی: میں جماعت کے فیصلے کی اطاعت کرتا ہوں

اور پھر شاہ جی تقریر کئے بغیر سٹیج سے اتر کر چلے گئے۔

(روایت ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری)

(بقیہ از ص ۲۸)

اللہ تمہارے دلوں کے تالے کھول دیں گے۔ تمہیں محمد ﷺ کی غلامی نصیب ہو جائے گی۔

پاکستان میں تم عیسائیوں کو آگے کر کے مسلمانوں سے لڑانا چاہتے ہو۔ تم عیسائیوں کو آگے کر کے دفعہ ۹۵، سی ختم کرانا چاہتے ہو۔ سن لو! جب تک ایک بھی مسلمان زندہ ہے تمہارا یہ خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو گا۔ تاج و تختِ ختمِ نبوت زندہ باد۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

حافظ محمد اکمل
متعلم مدرسہ معمورہ ملتان

❖ آزادی کا مقصد پاکستان میں اسلام کی حکومت کا قیام ہے۔ (سید عطاء اللہ بخاری)

❖ آزادی کی قدر یہ ہے کہ ہم اپنے وطن کی حفاظت کریں (حافظ محمد میمون)

❖ برصغیر کے مسلمانوں نے حصول آزادی کے لئے مثالی قربانی دی ہے (حافظ محمد قاسم)

❖ مدرسہ معمورہ ملتان میں یوم آزادی پر "نونہالان احرار" کے جلسہ سے طلباء کا خطاب

❖

۱۴ اگست کو پورے ملک یوم آزادی کے موقع پر جشن منایا گیا۔ گھر گھر قومی پرچم لہرائے گئے، بازاروں اور عمارات کو جھنڈیوں اور برقی قمقموں سے سجایا گیا۔ فحش گانوں سے ایک طوفانِ بدتمیزی برپا کیا گیا، لوگوں کا سکون برباد کیا گیا اور کروڑوں روپے فضول کاموں پر صرف کر کے قوم کو اخلاق باختگی کا درس دیا گیا۔

اس پر شور اور ہنگامہ خیز فضا میں مدرسہ معمورہ ملتان کے طلباء کی بزم "نونہالانِ احرار" نے بھی ایک پروقار تقریب کا انعقاد کیا۔

تقریب کی ترتیب کچھ اس طرح تھی۔

صدر مجلس: مولانا عبدالستار جھنگوی (مدرس مدرسہ معمورہ)

مہمان خصوصی: سید محمد کفیل بخاری (ناظم مدرسہ معمورہ)

سٹیج سیکرٹری: محمد یوسف شاد (استاد شعبہ پرائمری مدرسہ معمورہ)

بعد نماز ظہر مدرسہ معمورہ کے شعبہ حفظ کے طالب علم محمد حمزہ اور امانت عمل کی تلاوتِ قرآن کریم سے تقریب کا آغاز ہوا۔ بعد ازاں طلباء نے اپنے اپنے انداز میں تحریکِ آزادی، قیام پاکستان، مسلمانوں کی قربانی، ہندوؤں اور سکھوں کے مظالم، اسلاف کا مجاہدانہ کردار اور موجودہ دور میں ہماری ذمہ داری کے عنوانات پر تقریریں کیں۔ حافظ محمد افضل، حافظ محمد مامون، حافظ محمد یعقوب (ملتان) فضل الرحمن، حافظ محمد یعقوب (میلسی) محمد قاسم، عبدالباسط محمد میمون اور سید عطاء اللہ بخاری نے پرجوش انداز میں خطاب کیا۔

حافظ محمد افضل نے کہا کہ جشنِ آزادی منانا تحریکِ آزادی میں دی جانے والی قربانیوں سے لاعلمی کے

مترادف ہے۔ حافظ محمد میمون نے کہا کہ آزادی کی قدر یہ ہے کہ ہم وطن کی حفاظت کریں۔ محمد قاسم نے کہا کہ مسلمانوں نے آزادی کے لئے مثالی قربانی دی ہے۔ حضرت امیرِ شریعت کے پوتے اور حضرت سید عطاء المؤمن بخاری کے فرزند سید عطاء اللہ بخاری نے اپنی پر جوش تقریر میں کہا کہ آزادی ایک نعمت ہے مگر ہمارے حکمرانوں نے اس نعمت کی قدر نہیں کی۔ ملک میں آزادی کے نام پر غلامی کا سبق دیا جارہا ہے۔ دینی اعمال کی آزادی سلب کر کے شیطانی اعمال کے لئے کھلی آزادی دے دی گئی ہے جس کا نتیجہ بدامنی اوراخلاق باختگی کی صورت میں ظاہر ہورہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم حقیقی معنوں میں اس وقت آزاد ہوں گے جب اس ملک میں دینِ اسلام کی حاکمیت قائم ہو جائے گی اور ہمیں اس مقصد کے لئے اپنی توانائیاں صرف کر دینی چاہئیں۔

طلباء کے خطاب کے بعد، مدرسہ کے استاذ مولانا ضیاء الرحمن، صدر مجلس مولانا عبدالستار جھنگوی اور مہمانِ خصوصی سید محمد کفیل بخاری نے طلباء سے خطاب کیا۔

سید محمد کفیل بخاری نے طلباء عزیز کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ان کے جذبات کی ترجمانی کی اور آزادی کے مفہوم، تحریکِ آزادی میں مسلمان جماعتوں کی جدوجہد، ایثار اور قربانی، کے واقعات کو نہایت سلیس انداز میں بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ برصغیر میں آزادی روح علماء حق نے پھونکی اور قوم کی غلامی کے خلاف ابھارا۔ برصغیر کی دیگر مسلم جماعتوں میں مجلس احرارِ اسلام کا کردار تاریخ کا زریں باب ہے۔ آخر میں اجتماعی دعاء کے ساتھ تقریب اختتام پزیر ہوئی۔

دعاء صحت

جلال پور پیروالہ سے ہمارے مہربان محترم عبدالرحمن جامی اوران کی والدہ ماجدہ گزشتہ چند ماہ سے علیل ہیں۔ بستی مولویاں رحیم یارخان سے احرار کارکن محترم حافظ عبدالرحیم نیاز صاحب کی اہلیہ محترمہ علیل ہیں اور ان دنوں ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب ان کی صحت یابی کے لئے دعاء فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مریضوں کو شفاءِ کاملہ عطا فرمائے (آمین)

واقعہ کربلا اور اس کا پسِ منظر

مولانا عتیق الرحمن سنبھلی

ایک نئے مطالعے کی روشنی میں

تحقیق کی دنیا میں علماء اور دانشوروں سے دادِ تحسین وصول کرنے والی
نہایت متوازن اور مسلکِ حق کی ترجمان کتاب

قیمت 150 روپے

بخاری اکیڈمی مہربان کالونی ملتان۔

نمائندہ نقیب
رحیم یار خان

حضرت امیر شریعت اوّل و آخر اسلام کے مبلغ تھے

بستی مولیاں میں حضرت امیر شریعت کی یاد میں ایک پروقار تقریب

بزم امیر شریعت بستی مولویاں ضلع رحیم یار خاں کے زیر اہتمام حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے یوم وفات ۲۱ اگست کو ایک تقریب، مولانا ابو معاویہ محمد فقیر اللہ رحمانی کی رہائش گاہ پر منعقد ہوئی۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام بستی مولیاں کے رہنماء حافظ ابو مغیرہ عبدالرحیم نیاز چوہان نے کہا کہ بانی احرار امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری برصغیر کے قافلہ حریت کے سالار جگردار تھے۔ انکی تمام زندگی اتباع رسول ﷺ میں گزری۔ انہوں نے کہا کہ حضرت امیر شریعت اسلام کی شمشیر برہنہ تھے۔ وہ اوّل و آخر اسلام کے مبلغ تھے۔ ایسے جری اور بہادر کہ فرنگی سامراج ان کے نام سے تھراتا تھا۔ انہوں نے تحریک آزادیٔ وطن۔ تحریک کشمیر۔ تحریک کپور تھلہ۔ تحریک مدح صحابہؓ۔ تحریک شاتم رسول ﷺ۔ تحریک ختم نبوت اور تحریک حکومت الیہ سمیت درجنوں ملی اور اسلامی تحریکوں کی قیادت کی۔ حافظ ابو مغیرہ عبدالرحیم نیاز نے حضرت امیر شریعت کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ نامور خطیب، عظیم مفکر، بہترین قومی پیشوا اور سچے عاشق رسول تھے۔ قادیانیت کے سدِّ باب اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے انہوں نے اپنی زندگی کو داؤ پر لگا رکھا تھا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا دل قوم کی ہمدردی، ملت کی بقاء اور اسلام کے احیاء کے لئے دھڑکتا تھا۔ اس پروقار تقریب میں۔ مولانا بلال احمد۔ ماسٹر خورشید احمد مجاھد۔ حافظ بشیر احمد اور حافظ عطاء الرحمن سمیت درجنوں کارکنوں نے شرکت کی۔ تقریب کے اختتام پر مولانا ابو معاویہ محمد فقیر اللہ رحمانی نے دعا کرائی۔

قارئین کے خطوط ..... ایک درخواست

محکمہ ڈاک نے ڈاک لفافے کا نرخ بڑھا کر ۲۵-۱، ایک روپیہ پچیس پیسے کر دیا ہے۔ قارئین کے خطوط اکثر پرانے لفافوں میں ہمیں موصول ہوتے ہیں اور بیرنگ ہو کر ملتے ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ ادارہ کو نقصان سے بچائیں اور مکمل ٹکٹ چسپاں کر کے ڈاک روانہ کریں (ادارہ)

خادم حسین

جشن آزادی

خدا یا! فیصلہ صادر ہو اب تیری عدالت کا
ترے بے عدل بندوں نے خدایا! انتہا کر دی

یوں تو پاکستان ایک مسلم ریاست کے طور پر معرض وجود میں آیا اور مسلمانوں نے آزادی حاصل کرنے کے لئے لاکھوں جانوں کے نذرانے دئیے، ہزاروں عصمتیں لٹیں، کروڑوں کی جائیداد برباد ہوئی، ہجرت کے بعد بھوک وافلاس کا سامنا کرنا پڑا، جو ہجرت سے پہلے امیر تھے انہیں غربت دیکھنا پڑی۔ اتنی بڑی قیمت ادا کرنے کے بعد اب اگر ہم پاکستان کی سالگرہ شایان شان طریقے سے نہ منائیں تو یہ ان شہیدوں کی روحوں سے مذاق ہوگا۔ ہم احسان فراموش کہلائیں گے اور خداوند قدوس کے ناشکرے بھی۔ اس لئے امسال بھی ہم نے اڑتالیسویں سالگرہ منائی۔ رات کو ہم نے اپنی عمارات کو برقی قمقموں سے سجایا۔ صبح کو حق داروں کی بجائے اپنے جاننے والوں میں مٹھائی تقسیم کی اور قومی پرچم لہرایا جبکہ حکومت نے بھی اپنی استعداد کے مطابق مرکز میں اس دن کا آغاز ۳۱ گولوں اور صوبوں میں گولوں سے کیا۔ کہنے کو تو یہ یوم آزادی ہے حقیقت میں یہ روز غلامی ہے کہ جو ظلم و جبر انگریز نے مسلمانوں پر روا رکھا تھا وہ آج ہم پر ہمارے ہم مذہب روا رکھے ہوئے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ انگریز دور میں انصاف تھا۔ انگریز نے شیر اور بکری کو ایک گھاٹ پر اکٹھے پانی پلایا۔ یہ قول اس حد تک درست ہے کہ اگر برصغیر کے باشندے انگریز کو نقصان پہنچاتے تو ان کو واقعی انکے جرم کی سزا ملتی اور اگر انگریز کسی ہندو، مسلمان کو نقصان پہنچاتا تو صاحب بہادر مجرم قرار نہیں پاتا تھا۔ اور ایسا انصاف آج بھی موجود ہے۔ جس کے تحت ۱۹۴۷ء سے لیکر آج تک جاگیردار طبقہ اس ملک پر قابض چلا آرہا ہے کسی دوسرے کو جرأت نہیں کہ اس طبقہ کو حکومت سے الگ کرسکے اور اگر کسی نے کوشش کی تو جاگیردار کا روائیتی قانون اور انصاف حرکت میں آجاتا ہے اور مخالف پر مقدموں کی بھرمار کر دی جاتی ہے۔ اس طرح عوام غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے اور اس پر ستم یہ ہے کہ اسے عوامی حکومت کا نام دیا جارہا ہے یعنی اگر کوئی غریب مزارع اپنے جاگیردار کو ووٹ نہ دے تو اس کی جوان بہو بیٹیاں اٹھالی جاتی ہیں گھر بار لوٹ کر آگ لگا دی جاتی ہے اور باپ بھائیوں پر کتے چھوڑ دئیے جاتے ہیں۔ اور اگر وہ اس ظلم کے خلاف چیخنا چاہے تو چیخ نہیں سکتا۔ دادرسی کے لئے پولیس و عدالت اسکی بات سننے کو تیار نہیں۔ اس کے مقدمات سالہا سال التواء میں پڑے رہتے ہیں یہ آزادی ہے یا غلامی؟ عہد جہالت میں غلاموں کی باقاعدہ خرید و فروخت کی جاتی تھی۔ لیکن موجودہ دور کا نام نہاد مہذب وڈیرہ اپنے مزارعوں کو نسل در نسل بغیر معاوضہ غلام بنا کر انسانیت کی برابر تذلیل کرتا چلا آرہا ہے۔ کسی کی ہمت نہیں کہ پاکستان میں موجود ان نمرودوں کے خلاف

کوئی بات کر سکے ان فرعونوں کے "پالتو کتے" چور، ڈاکو قاتل، زانی شرابی، جرم کرنے کے بعد سر عام دندناتے پھرتے ہیں۔ ان جاگیرداروں نے غریبوں کی آزادی سلب کرنے کے لئے ہر قسم کے پیشہ ور مجرم رکھے ہوئے ہیں جن کے ذریعہ وہ دوسروں کا مال چوری کرواتے اور جوان بہو بیٹیاں اٹھوالیتے ہیں اور اگر کوئی بد قسمتی سے کبھی ضمیر کی آواز سے مجبور ہو کر حکم عدولی کر دے تو اسے قتل کروا دیتے ہیں یا پولیس کی مدد سے اس نافرمان کو جیل میں ڈلوا دیتے ہیں یہ کیسی آزادی ہے کہ قانون بھی غریب کے لئے بنایا جاتا ہے اور اسکا احترام کرنا بھی غریب کے لئے ہی ضروری ہے۔ امراء تو انگریز کی طرح قانون سے مبرا ہیں۔ کسی گھر سے ایک ایم پی اے یا ایم این اے بنتا ہے تو اسکے تمام رشتہ دار اپنی گاڑیوں پر ایم پی اے، ایم این اے کی پلیٹ نصب کروالیتے ہیں جس کی وجہ سے پولیس انہیں پکڑ نہیں سکتی اور وہ ان گاڑیوں میں مجرمانہ حرکتیں کرتے پھرتے ہیں ان کا غصہ نکالنے کے لئے پولیس ان شریف آدمیوں کو پکڑلیتی ہے جن کے کاغذات پورے ہوتے ہیں پھر بھی "قانونی تقاضے" پورے کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر چالان، جرمانہ یا جیل بھیج دیا جاتا ہے۔ چور، ڈاکو اسلحہ کے زور پر غریب لوگوں کو لوٹتے ہیں جبکہ یوم غلامی عرف عام میں یوم آزادی کے موقع پر حکمران بھی توپوں کے گولوں سے عوام کو لوٹنے کے عہد کی تجدید کرتے ہیں۔ سچ بات تو یہ ہے کہ عنانِ اقتدار تک رسائی بھی انہیں لوگوں کو ملتی ہے جو چور، قاتل، ڈاکو، زانی، شرابی ہیں اگرچہ ان کا کام بھی چوروں ڈاکوؤں جیسا ہے یہ انسان نما بھیڑیے ہیں جو اس ملک کے تقریباً ۱۴ کروڑ عوام کو مسلسل لوٹ رہے ہیں۔ ٹیکس کی صورت میں، ریلیف فنڈز کی صورت میں، محکمہ تعلیم میں داخلوں میں اضافہ کی صورت میں، بجلی، سوئی گیس، ٹیلی فون کے بل بڑھا کر، بینکوں سے مختلف قرضے لے کر واپس نہ کرنے کی صورت میں ان کی لوٹ مار جاری ہے۔ اللہ تعالی برد بار ہے اور بہت ہی بردبار!

یہ طبقہ اب اپنے عیبوں کو چھپانے کے لئے نئے نئے ہتھکنڈے استعمال کر رہا ہے یعنی اگر کسی کو قتل کروانا ہو یا عمر قید میں ڈالنا ہو تو پولیس کو چند سکوں کے عوض خرید لیتے ہیں جو بڑی آسانی سے کسی بھی شخص کو اشتہاری مجرم قرار دیکر پولیس مقابلے میں قتل کر دیتی ہے اگرچہ مقتول نے کبھی کسی کو گالی بھی نہ دی ہو۔ الیکشن کے دن ہوں یا کوئی تہوار یہ مفاد پرست ٹولہ اکثر پیغامات و تقاریر میں کہتے ہیں کہ انصاف غریب کی دہلیز پر پہنچایا جائے گا اور سر شام غریب کی لاش بوری میں بند اس کی دہلیز پر ہوتی ہے "ہم غریبوں کا مقدر بدل دیں گے" "ہم پاکستان کو مثالی بنا کر دم لیں گے" تعلیم مہنگی کر کے تاکہ کسی غریب کا بچہ علم حاصل نہ کر سکے کیونکہ اگر غریب کا بچہ علم حاصل کر لے گا تو ہو سکتا ہے کہ وہ بھی کسی ڈی سی یا ایس پی کی سیٹ پر بیٹھ جائے۔ جس کی وجہ سے ان کے اپنے بچوں کا نقصان ہو گا۔ اسی لئے یہ حضرات اپنے علاقوں میں سکول کھلنے نہیں دیتے۔ یہ لوگ ضروریات زندگی کی اشیاء کی قیمتیں آسمان پر پہنچا کر اخلاق تباہ کرتے ہیں۔ فحاشی و عریانی عام کر کے ٹی وی پر مہذب گھٹیا اور گلیوں کی مکس گیدرنگ اور ثقافت اور کلچر کے نام پر بد تہذیبی کا طوفانِ بد تمیزی اس لئے دکھایا جاتا ہے کہ اس مسلمانوں کی ریاست میں اسلام کا کوئی نام لیوا نہ رہے۔ اسلامی

قوانین کو بوسیدہ اور ظالمانہ قرار دیکر۔ غیر ملکی امداد اپنے اکاؤنٹس میں جمع کرا کر، سرکاری خزانے سے اپنے لئے عالیشان عمارات تعمیر کروا کر، بیروزگاری پھیلا کر اور نہ جانے کون کون سے طریقوں سے ملک کو کھوکھلا کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

ان حالات میں اگر آپ پھر بھی کہیں کہ یہ یوم آزادی ہے تو میں آپ کے بھولپن اور بے حسی کو کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں تو اسے یوم غلامی ہی کہوں گا اور اب یہ دور غلامی بھی سلب ہونے والا ہے۔ سیلاب آرہے ہیں بحرو بر میں فساد برپا ہے، خانہ جنگی ہے، ہر طرف انتشار اور بے سکونی کا دور دورہ ہے، قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے، دین کا سر عام مذاق اڑایا جارہا ہے، نفاذ شریعت کا مطالبہ کرنے والوں کو گولیوں سے بھونا جارہا ہے، کراچی میں روزانہ ۵۰/۴۰ شہری ہلاک کئے جا رہے ہیں، رکھوالے بے حس ہیں، کسی کو کوئی تحفظ نہیں، عالم گونگے شیطان بن چکے ہیں، صاحب اختیار بے غیرت ہوگئے ہیں، دین داروں نے شکم پروری کا پیشہ اپنالیا ہے، نیکی سر چھپارہی ہے، برائی دندنارہی ہے، شیطان ننگا ناچ رہا ہے اور حاکم اپنی عیاشیوں میں مگن ہیں۔ خدا جانے کسی وقت اللہ تعالی کا بڑا عذاب نازل ہو جس میں وقت کے یہ فرعون اپنی خباثتوں کی وجہ سے تباہ و برباد ہو جائیں اور ملک و قوم کو بھی ساتھ ہی لے ڈوبیں۔ اللہ تعالی بے شک بہت بردبار ہے مگر جب پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ بہت سخت ہوتی ہے۔

یارب ذوالجلال تیری برتری کی خیر!

دعاء صحت

جانشین امیر شریعت کی شدید علالت

حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری دامت برکاتہم شدید علیل ہیں۔ اور گھر پر زیر علاج ہیں احباب ان کی صحت یابی کے لئے خاص طور پر دعاء کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالی انہیں صحت و سلامتی عطاء فرمائے اور ان کا سایہ ہم پر قائم رکھے (آمین)

ساغر اقبالی

زبان میری ہے بات ان کی

* مرتضیٰ بھٹو دہشت گرد تھا اب سیاست میں آگیا ہے (بے نظیر)

ماضی میں بی بی سی انٹرویو میں کہا تھا "میرے بھائی دہشت گرد نہیں ہیں"

* سیاست دان ذلیل اور کمینے ہیں (جے سالک)

حرام خور اور بدمعاش بھی ہیں۔ آپ بھی ان میں شامل ہیں۔

* ڈانس اکیڈمیوں کے قیام کے اعلان پر فضل الرحمن کی خاموشی افسوس ناک ہے۔ (صاحبزادہ سعید قصر قیپوری)

وہ کہتے ہیں "ہم سے بے نظیر نے اسلام نافذ کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔"

* جنرل نصیر اللہ بابر "محسنِ کراچی" ہیں (کھرل)

چالیس پچاس شہری روز مروانا معمولی احسان نہیں۔

* تمام خرابیوں کی بنیاد اسلام آباد ہے۔ (جنرل حمید گل)

اور تمام خرابیوں کا علاج اسلام ہے۔

* ہم نے رشوت اور اقربا پروری میں اپنے ملک کو ناقابل تسخیر بنا لیا ہے۔ (عابد حسن منٹو)

ناقابلِ تسخیر تباہی کا انتظار کریں!

* اسلم بیگ سانحہ بہاولپور کے مرکزی کردار تھے۔ فوج حقائق چھپانے میں پیش پیش تھی۔ (اعجاز الحق)

آپ نے اپنے دور اقتدار میں حقائق کیوں ظاہر نہ کئے؟

* بے نظیر نے اپنی بیٹی آصفہ کی لندن میں اس وقت کی پیدائش کا جب وہ وزیر اعظم نہیں تھیں۔ کئی لاکھ روپے کا میڈیکل بل بنوا کر سرکاری خزانے سے وصول کر لیا ہے۔ (جمیل یوسف)

تنخواہ جو نہیں لیتیں۔ بل بھی نہ لیں تو کیا کریں!

* اداکارہ نادرہ کے قتل پر مشتاق اعوان اور یوسف صلاح الدین کو تشویش (ایک خبر)

ظاہر ہے اپنوں کو ہی تشویش ہوتی ہے۔

* فحش ڈانس کرنے پر ہیجڑے گرفتار۔ ایم پی اے سب کو تھانے سے چھڑوا کر لے گیا۔ (ایک خبر)

ایم پی اے کا نام بھی یقیناً پرویز اختر ہوگا۔

* بیرون ملک نہ پہنچنے پر شاہنواز چیمہ وزیر اوقاف کی میڈیکل بورڈ کے ڈاکٹر کو گالیاں۔ گولی مارنے کا حکم (ایک خبر)

"غریبوں کا مقدر بدلنا" اسے کہتے ہیں۔

* اسلام آباد میں حسیناؤں کے ذریعے شراب کی فروخت (ایک خبر)

اعتراض حسیناؤں پر ہے، شراب پر نہیں۔

* وزیراعظم آج قومی سیرت کانفرنس کا افتتاح کریں گی (ایک خبر)

اس سیرت کا! جس کی تعلیمات یہ کہتی ہیں کہ غیر آدمی عورت کی آواز بھی نہ سنے؟

* اللہ میاں کا فون بھی آجائے۔ تو پروا نہیں کروں گا۔ (اظہر سہیل۔ ڈپٹی جی اے پی پی)

ایک لنگڑا مچھر ہی نمرود کی ساری نخوت کو خاک میں ملانے کے لئے کافی ہے۔

* کراچی کے گڑبڑ والے علاقے دہشت گردوں سے آزاد کرائے ہیں۔ (وزیراعلیٰ سندھ)

پھر یہ روزانہ کے ۳۰/۴۰ قتل حکومت کروارہی ہے؟

* بینک جرائم کورٹ کے جج قربان صادق اکرام کو فیکس کے ذریعے چارج چھوڑنے کا حکم میاں شریف کی ضمانت قبل از گرفتاری کی سزا (ایک خبر)

"انصاف عوام کی دہلیز پر"

* حسین حقانی نے اسلام آباد بیٹھنا شروع کردیا (ایک خبر)

جیسے خدانخواستہ مایوں بیٹھ گئے ہوں۔

* بے نظیر کا فرانس میں محل بن گیا ہے جلد وہاں چلی جائیں گی (تہمینہ دولتانہ)

امریکن سنڈیمی رس چوس کر ہی جائے گی۔

* میلاد النبی ﷺ کی رات کو بھوربن میں رقص و سرور کی شیطانی محفل (ایک خبر)

یہ لوگ اللہ کے غضب سے نہیں بچ سکیں گے۔

* کراچی میں قتل وغارت ہورہی ہے۔ کشمیر پر کس منہ سے بات کریں (نصراللہ)

دوسرے منہ سے بات کریں۔

* حکومت کی ڈولی رخصت ہونے والی ہے۔ (نواز شریف)

دلہا آپ بھی نہیں بنتے!

* دیکھوں گا دریا کیسے بپھرتے ہیں؟ (منظور وٹو)

دریا بپھرے، بستیاں نذرِ آب، فصلیں تباہ و برباد، جان و مال ہوئے غرقاب، فرعون وٹو! تو نے روک لیا پھر یہ عذاب!

* اجمل دہلوی کو کل جواب دوں گا۔ (این ڈی خان)

کل ہی کیوں؟ آج دے دیں۔

* سپیکر قومی اسمبلی ہیں تو مرد، لیکن بی بی سے ڈرتے ہیں (حاجی بوٹا)

بی بی ہے، کوئی ڈائن یا چڑیل تو نہیں۔

* تمام سیاست دانوں کو لائن میں کھڑا کر کے گولی سے اڑا دیا جائے۔ (لاہور ہائی کورٹ کے احاطے میں ایک مخبوط الحواس کا بیان)

مخبوط الحواس نہیں مضبوط الحواس کا بیان۔

* کراچی میں قتل و غارت ابھی جاری رہے گی (صدر لغاری)

صدر کی قوم کو اطلاع

* کراچی کے حالات ڈیڑھ سال میں ٹھیک ہوں گے (بے نظیر)

وقفہ بہت زیادہ ہے۔

* امن کے لئے تین ماہ لگ جائیں گے (وزیر داخلہ بابر)

یعنی..... ۹۰ دن۔

* زرداری نے پی آئی اے بھرتی میں کروڑوں کمائے (تکبیر کی رپورٹ)

نام کی لاج رکھ لی۔

* اداکارہ نادرہ کی نماز جنازہ کربلا گامے شاہ میں ادا کی گئی (ایک خبر)

خبر صحیح ہے، وہیں ہونی تھی۔

* اس وقت میں ہوتی تو بنگلہ دیش نہ بنتا۔ (بے نظیر)

بس ہماری بد قسمتی! اس وقت آپ کے والد صاحب تھے۔

* اللہ کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنا چاہئیے (بے نظیر)

جس نبی ﷺ کی توہین کے مرتکب رحمت مسیح۔ سلامت مسیح کو آپ نے پورے پروٹوکول کے ساتھ باہر روانہ کیا۔ کچھ تو حیا چاہئیے!

* علاقے میں ہونے والے جرائم کی ذمہ داری ایس ایچ او پر ہو گی (آئی جی پنجاب)

اسے کہتے ہیں عوام کو بے وقوف بنانا۔

* ایم کیو ایم۔ حکومت مذاکرات۔ دوسرے دن کراچی میں بیس آدمی ہلاک (ایک خبر)

امن کے پیمبروں کا رات اک جلسہ ہوا

صبح ہوتے ہی میری بستی میں قتل عام تھا

* عورت کو گھر میں بند رکھنا خلاف اسلام ہے (بے نظیر)

حضرت فاطمہ علیہا السلام گھر سے باہر نہیں نکلیں؟

* ملک تباہ ہو رہا ہے "پنکی" وٹو کے وٹ نکالنے کے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ (شیخ رشید)

"پنکی"...... یہ استری کس کمپنی کی ہے۔

پروفیسر عابد صدیق

غزل

خیال و خواب و محال اب کشادِ کار ہوئی
بنائے تازہ خرابی پہ استوار ہوئی

فریب و دجل و دغا خوئے شہر یار ہوئی
خراج دے کے بھی کٹیا نہ واگزار ہوئی

ستم کا طرز بدلتا رہا مزاج کے ساتھ
نصابِ درد کی تدوین بار بار ہوئی

نہ کوئی دل کہیں مچلا نہ زلف لہرائی
دیارِ عشق میں تعطیلِ کاروبار ہوئی

کوئی تو بات محبت میں مستقل ہوتی
کہ اب وفا بھی مثالِ مزاجِ یار ہوئی

جمال والوں کی جلوہ فروشیوں کے طفیل
متاعِ حسن و ادا وقفِ اشتہار ہوئی

ردائے خوفِ دل و جاں تنی ہے شہروں پر
قبائے راحت و امید تار تار ہوئی

چمن میں خاک و خس و خار کے لگے انبار
زفیرِ زاغ و زغن نغمۂ بہار ہوئی

تلاشِ جائے اماں میں سفر نصیبوں کو
یہ دور وہ ہے کہ منزل بھی رہگزار ہوئی

کچھ ایسا درد تھا عابد ہمارے لہجے میں
حضورِ حق میں دعا بھی غزل شمار ہوئی

بقیہ از صـ۴۵

موجبات المغفرة" کا اردو ترجمہ "گناہوں کا کفارہ اور مغفرت کے اسباب" کے نام سے منسوب ہے۔ محترم مولانا حبیب الرحمن ہاشمی نے نہایت عرق ریزی اور خلوص کے ساتھ سلیس انداز میں یہ ترجمہ کیا ہے۔ مؤلفین کے بقول یہ کتاب علامہ ابن حجر کی تالیف "رسالہ" کی جدید شکل ہے۔ البتہ آیات قرآنی اور احادیث کے جمع و ترتیب کا از سر نو اہتمام اور کئی مقامات پر اضافہ بھی کیا گیا، اسمیں بعض نئے ابواب بھی قائم کئے گئے کتاب کے کل ۱۲، ابواب ہیں۔ قسم اوّل میں ۸۰ قرآنی آیات مع ترجمہ درج ہیں قسم ثانی میں احادیثِ قدسیہ درج ہیں اور قسم ثالث میں احادیث کو مختلف ابواب کی صورت میں مرتب کیا گیا ہے۔ اور ایک باب میں ایسی احادیث مذکور ہیں جن میں نیکیوں کو ضائع کرنے والے اعمال کا بیان ہے۔ کتاب میں کل ۶۶۴ احادیث ہیں۔ جن میں صحیح اور حسن احادیث بکثرت ذکر کی گئی ہیں۔

فاضل مترجم مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایک ایسی کتاب کو عام قاری تک پہنچانے کی قابل قدر کوشش فرمائی ہے جسے پڑھ کر اللہ کی بارگاہ سے مغفرت کا یقین دل میں راسخ ہوجاتا ہے۔ کفار و مشرکین کی "بد تہذیبی" کی یلغار کے اس دور میں اس کتاب کا ہر گھر میں مطالعہ از حد ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فاضل مترجم مولانا حبیب الرحمن ہاشمی کی اس محنت کو اپنی بارگاہ میں قبولیت عطاء فرمائے (آمین)

سید محمد یونس بخاری

بیادِ امیرِ شریعت

سید الابرار کا عاشق

اک شخص تھا اللہ کے دلدار کا عاشق
بطحا کے سبھی کوچہ و بازار کا عاشق

وہ قافلۂ مہر و وفا کیش کا سرخیل
وہ زمزمۂ جرأت و ایثار کا عاشق

افکار میں، اعمال میں ہر گام. رہا وہ
دربارِ نبی پاک کے انوار کا عاشق

تھا وادیٔ فاراں کے خطیب ابدی کی
تنویر کا، تاثیر کا، للکار کا عاشق

وہ مردِ خداد، برق تپاں، مہرِ درخشاں
طاغوت سے ہنگامہ و پیکار کا عاشق

وہ سیّد جنگاہ، شہنشاہِ خطابت
بربادیٔ افرنگ کی چھکار کا عاشق

درجہد و غزیٰ دارورسن کا رسیا
آزاد چمن کے گلؔ و گلزار کا عاشق

وزدانِ نبوّت کے لئے خنجر براں
صدیق کی ہر عظمتِ کردار کا عاشق

وہ میرِ شریعت تھا جہانِ علماً میں
اصحابِ نبی پاک کے آثار کا عاشق

تھی خرمنِ باطل پہ جو اِک برقِ بلا خیز
ہر کوئی ہے اُس گرمیٔ گفتار کا عاشق

تھے لوگ زر و مال و جواہر کے پجاری
وہ شخص فقط سیّد الابرار کا عاشق

اللہ نے اک سوزِ دروں بخشا تھا اسکو
سردار تھا، جرار تھا، اخیار کا عاشق

وہ عشق بکف، درد بہ دلِ ثانیٔ جامی
ایسا نہ ملے گا میری سرکار کا عاشق

(گجرات ۱۴ اگست ۱۹۹۵ء)

حسنِ انتقاد

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔

سید محمد ذوالکفل بخاری۔

کتاب: گناہوں کا کفارہ اور مغفرت کے اسباب

مترجم: مولانا حبیب الرحمن، ہاشمی صفحات: ۳۶۶

ناشر: عثمانی کتب خانہ، نشتر روڈ ملتان، قیمت -/۱۲۵ روپے

ملنے کا پتہ: بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔

اللہ جل شانہ نے تمام انبیاء و رسل کو "معصوم" بنایا اور ان کے اصحاب کو "محفوظ" کے درجہ پر فائز کیا۔ انبیاء کا مقام و مرتبہ تو یہ ہے کہ وہاں معصیت کا تصور ہی نہیں اور اسی وجہ سے گناہ کے صدور کا امکان بھی نہیں۔ یہ مقام صرف انبیاء و رسل سے خاص ہے۔ اور صحابہ کرام کو انبیاء کی صحبت اور تربیت کے حصار میں محفوظ کر دیا۔ اگر ان سے گناہ کا ارتکاب ہوا بھی تو ان کی مثالی توبہ کے صلہ میں اللہ جل شانہ نے انہیں معاف فرما دیا۔ نہ صرف معاف فرمایا بلکہ قرآن کریم میں جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے حسنِ آخرت کا وعدہ بھی فرمایا۔ صحابہ کے ایمان کو مثالی ایمان قرار دیکر ان کی اتباع کا حکم فرمایا۔

انسان، خطا کار ہے۔ وہ لاکھ چاہے مگر خطاؤں سے کاملاً پاک رہنا اس کے لئے ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق سے بے پناہ محبت ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ "مخلوق اللہ کا کنبہ ہے"۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ "اگر کوئی زمین کی ہتھیلی جتنے گناہ بھی لیکر میری بارگاہ میں معافی کا خواستگار ہو گا تو میں معاف کر دوں گا۔" غفور الرحیم اللہ کی صفت ہے اور وہ حسیب بھی ہے۔ کون ہے جو بارگاہِ الٰہی میں حساب و کتاب میں پورا اتر سکتا ہے؟ ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت مغفرت ہی طلب کرے۔ بقول اقبال

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذرہائے من پذیر
ور حسابم را تو بینی ناگزیر
از نگاہِ مصطفیٰ پنہاں بگیر

کہ تو دو جہاں سے بے پرواہ ہے اور میں فقیر۔ قیامت کے دن میرے عذر قبول فرما اور اگر تو میرا حساب کتاب ضروری سمجھتا ہے۔ تو پھر نگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھپا کے لے لے!۔

زیر تبصرہ کتاب، دو عرب عالم، حامد ابراہیم احمد اور محمد حسین العقبی کی تالیف "کفارات الخطایا و

بقیہ صـ۴۳ـ پر

مسافرینِ آخرت

ترحیم — ادارہ

شیخ الطاف الرحمن صاحب (گوجرانوالہ) کو صدمہ:

ہمارے دوست اور کرم فرما محترم شیخ حبیب الرحمن بٹالوی کے بڑے بھائی محترم شیخ الطاف الرحمن صاحب (گوجرانوالہ) کی اہلیہ ۳۰ جولائی ۱۹۹۵ء بروز ہفتہ نو بجے شب سی ایم ایچ راولپنڈی میں انتقال کر گئیں۔ مرحومہ طویل عرصہ سے دل کے عارضہ میں مبتلا تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں (آمین۔)

مہر محمد یوسف مرحوم:

* مجلس احرار اسلام ربوہ کے سرپرست مہر محمد یوسف صاحب ۱۴ اگست ۱۹۹۵ء کو انتقال کر گئے۔ وہ ربوہ ہی کی بستی "وہاب کی جھلار" میں سکونت پذیر تھے اور مقامی مجلس احرار کے سرپرست تھے۔ زندگی کے آخری دنوں میں جس خلوص اور محبت کے ساتھ انہوں نے جماعت کے معاملات میں دلچسپی لی وہ ان کی دین سے محبت کا والہانہ اظہار تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے (آمین)

صوفی محمد بخش خیاط مرحوم:

* مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن محترم صوفی محمد بخش خیاط گزشتہ ماہ رحلت فرما گئے۔ مرحوم نہایت محنتی اور دیانت دار انسان تھے۔ ایک دینی کارکن میں جو جرأت وغیرت اور بہادری ہونی چاہیئے وہ اس کا پیکر تھے۔

صوفی نذیر احمد صاحب کو صدمہ:

* مجلس احرار اسلام ملتان کے صدر محترم صوفی نذیر احمد صاحب (سٹینڈرڈ بیکری) کی ہمشیرہ اور بھائی نیاز احمد صاحب کی خوشدامن صاحبہ گزشتہ ماہ وزیر آباد میں انتقال کر گئیں۔

غازی ولایت حسین مرحوم:

* مجلس احرار اسلام لاہور کے قدیم کارکن غازی ولایت حسین گزشتہ ماہ رحلت فرما گئے۔ ان کا تعلق امرتسر سے تھا۔ ۱۹۴۷ء کے فسادات میں سکھوں کے ایک حملہ میں خواتین کو بچاتے ہوئے ان کے دونوں ہاتھ برچھی لگنے سے قلم ہوگئے۔ قیام پاکستان کے بعد امرتسر سے لاہور منتقل ہوگئے۔ نہایت باغ و بہار انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جرأت و بہادری کی صفات سے بہرہ ور فرمایا تھا۔ تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں لاہور میں گرفتار ہوئے اور حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کی رفاقت میں ایام اسیری گزارے۔ حضرت امیر شریعت اور احرار سے ان کی وفا کی مثال یہ ہے کہ آخر وقت تک مجلس احرارِ اسلام سے وابستہ رہے۔

جناب محمد سلیم صاحب کو صدمہ:

مجلسِ احرارِ اسلام رحیم یارخان کے قدیم کارکن اور ہمارے کرم فرما محترم محمد سلیم صاحب کے والد ماجد ۱۱ اگست بروز جمعہ المبارک رحلت فرماگئے۔ مرحوم انتہائی خلیق، نیک سیرت اور سخی انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے حسنات قبول فرما کر ان کی مغفرت فرمائے۔

مولانا حسین احمد بازدار مرحوم:

مدرسہ عربیہ رحمانیہ جلال پور پیر والہ کے مدیر مولانا حسین احمد بازدار ابن الحاج غلام قادر خاں بازدار ۲۰ اگست بروز اتوار انتقال کر گئے۔ مولانا کی عمر ۲۷ سال تھی۔ مجلس احرارِ اسلام جلال پور کے رہنما محمد عبدالرحمن جامی نقشبندی، قاری عبدالرحیم فاروقی، محمد عمر زکریا، مولانا عنایت اللہ اور قاری نذیر احمد ثاقب نے مولانا کی وفات پر گہرے غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کے لئے دعاء مغفرت کی ہے اور پسماندگان سے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے ان کے لئے صبر جمیل کی دعاء کی ہے۔

شہزادہ محمد اکبر کو صدمہ:

ہمارے کرم فرما اور نوائے وقت چنیوٹ کے نامہ نگار شہزادہ محمد اکبر کے والد ماجد سالار محمد یوسف صاحب ۱۲ ربیع الاول کو طویل علالت کے بعد چنیوٹ میں انتقال فرماگئے۔ مرحوم خاکسار تحریک کے قدیم کارکن تھے۔ وطن اور دین کی محبت سے سرشار ایک اعلیٰ انسان تھے۔ ان کی نمازِ جنازہ ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری نے پڑھائی ہر طبقۂ فکر کے افراد نے بڑی تعداد میں جنازہ میں شرکت کی اور اپنی دعاؤں کے ساتھ انہیں سپردِ خاک کیا۔

اراکین ادارہ تمام مرحومین کی مغفرت کے لئے دعاگو ہیں اور لواحقین کے غم میں شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما کر علیین میں جگہ عطاء فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے (آمین)

قارئین سے بھی درخواست ہے کہ وہ خصوصاً نماز کے بعد تمام مرحومین کی مغفرت کے لئے دعاء کریں اور ایصالِ ثواب کا اہتمام کریں۔ دنیا سے رخصت ہونے والے مسلمانوں کا یہ ہم پر حق ہے۔ آج ہم ان کے لئے دعاء کریں گے تو کل ہمارے حق میں بھی کوئی دست بہ دعا ہوگا۔ ان شاء اللہ (ادارہ)

فرمودہ فاروق اعظمؓ

جب حلال و حرام جمع ہوں تو حرام غالب آتا ہے اگرچہ تھوڑا سا ہی ہو۔

"ہے کوئی اِس جیسا شربت تو بتائیں؟"
قرشی
جامِ شیریں
"خالص قدرتی اجزاء کے عرقیات سے تیار۔ پانی میں فوراً حل ہو جاتا ہے اور طبیعت میں بھاری پن نہیں لاتا۔ اور ہاں ... اس میں عرقِ صندل بھی شامل ہے جو گرمی میں ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کا مزہ مجھے کیا سارے گھر کو بے حد پسند ہے!"
شربت
جامِ شیریں
100 فیصد خالِص 100 فیصد تسکین

برکھا رُت میں ذائقے کی نئی بہار

رُوح افزا لیموں

برسات کی آمد سے گرمی کی شدت میں کمی ضرور آجاتی ہے
مگر حبس اور اس کے اثرات سے محفوظ رہنے کے لیے اس موسم میں بھی
رُوح افزا کا استعمال جاری رکھنا صحت مندی ہے۔

موسم کی تبدیلی کے باعث بدلے ہوئے
ذائقے کی تسکین کے لیے اس میں
لیموں کا تازہ رس شامل کر کے خوش ذائقہ
رُوح افزا سکنجبین کا لطف اٹھائیے

رنگ، خوشبو، ذائقے، تاثیر اور مقبولیت میں بے مثال

رُوح افزا

مشروبِ مشرق

ہمدرد

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان کا

تاریخ ساز

امیرِ شریعت نمبر

(حصہ دوئم)

شائع ہو گیا ہے۔

- اردو زبان کے سب سے بڑے خطیب کے سوانح و افکار
- ایک تاریخ ❁ ایک دستاویز ❁ ایک داستان ❁ خاندانی حالات
- سیرت کے مجلا اوراق ❁ خطابتی معرکے ❁ سیاسی تذکرے ❁ بزم سے لیکر رزم

منبر و محراب سے لیکر دار و رسن تک

نصف صدی کے ہنگاموں، جہادی معرکوں، تہذیبی محاربوں، مذہبی سازشوں اور علمی محاذ آرائیوں کی فضا میں ایک آوازِ ہدایت جو بصیرت، حریت اور بغاوت کا سرچشمہ تھی۔

- خوبصورت سہ رنگا سرورق 576 صفحات
- قیمت 300 روپے

مستقل سالانہ خریداروں کے لئے خاص رعایت

صرف 200 روپے پیشگی منی آرڈر بھیج کر نمبر حاصل کریں۔

ترسیلِ زر کے لئے: سید محمد کفیل بخاری

مدیر مسؤل، ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱